لیکن.......

کوئز مقابلہ

اعداد کا کھیل

سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

خط وکتابت
دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت

بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکیجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور

042-6185019

ایک نظر میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفور الرحیم."

ترجمہ: (اے ہمارے بندو! جنھوں نے گناہ کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا اور اپنے آپ کو تباہ کر لیا) تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہونا۔ بے شک اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ بہت بخشنے والی مہربان ذات ہے۔

تشریح: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ "مجھے اس آیت کے مقابلہ میں ساری دنیا کی نعمتوں کا لینا بھی پسند نہیں۔"

آیت مبارکہ کے بعد قرآن مجید میں اللہ حکم دیتے ہیں کہ اس سے پہلے کہ تم عذاب میں گرفتار ہو جاؤ اور کوئی تمہاری مدد بھی نہ کر سکے اللہ کی طرف رخ کر لو اور اس کے احکام کو دل و جاں سے تسلیم کر لو۔ اس سے معلوم ہو کہ ہر قسم کے اور ہر درجہ کے مجرموں کے واسطے اللہ کی رحمت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے، کسی کے لیے بھی بند نہیں۔ شرط یہ ہے کہ عذاب اور موت کے آنے سے پہلے توبہ کر لیں۔

ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا جن لوگوں نے شرک کیا، اللہ کا ان کے لیے بھی یہی اعلان ہے کہ "میری رحمت سے مایوس نہ ہو؟" آپ ﷺ نے تھوڑے سے سکوت کے بعد فرمایا "الا و من اشرک" ہاں ہاں! اگر چہ اس نے شرک ہی کیا ہو۔ آپ ﷺ نے اس جملہ کو تین مرتبہ ادا فرمایا کہ مشرکوں کے لیے بھی اللہ کا یہی ارشاد ہے۔ (کہ وہ بھی رحمت سے مایوس نہ ہوں مگر قبول اسلام کے بعد)

عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب کمن لا ذنب له.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "گناہوں سے (سچی اور پختہ) توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔"

تشریح: بندے سے جو نافرمانی اور گناہ سرزد ہو جائے اس پر اس کو دلی ندامت ہو جائے اور آئندہ خدا کی خوشنودی اور رضا جوئی کا پکا عزم کر لے، یہی توبہ کی حقیقت ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں توبہ کے بعد وہ شخص خدا کا محبوب اور پیارا ہو جاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ توبہ کرنے کے بعد آدمی ایسے ہو جاتا ہے جیسے ابھی ماں کے شکم سے باہر آیا ہو۔

توبہ کی تین شرطیں:

۱: اس گناہ کو فوراً چھوڑ دے۔

۲: اس گناہ پر شدید ندامت اور افسوس ہو۔

۳: آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم کر لے۔

بشارت: حدیث پاک میں ہے کہ توبہ کرنے والے جب قبروں سے نکلیں گے ان کے سامنے سے کستوری کی خوشبو پھوٹے گی اور یہ جنت کے دسترخوان پر جا کر اس کو تناول کریں گے اور جس وقت لوگ حساب و کتاب کی مصیبت میں گرفتار ہوں گے یہ عرش الٰہی کے سایہ تلے پرسکون ہوں گے۔ اللہ ہم سب کو سچی توبہ کی توفیق بخشے۔ آمین یا رب العالمین

سامنے روضہ اقدس ﷺ سے محبت والفت اور امن آشتی کے ٹھنڈے جھونکے قلب وجان کو فرحت بخش رہے ہیں آج سے چودہ سو سال پہلے والا مدینہ (یثرب) اپنے اندر وہی سکون وہی بہار رکھتا ہے مکہ کے ریگزاروں سے مدینہ تک، شعب ابی طالب سے طائف کی گلیوں تک، غار ثور سے لیکر غار حرا تک، حضور ﷺ کی عملی زندگی قرطاس کے چہروں کو منور کر رہی ہے۔ زبان مبارک سے ادا کیا ہوا ہر لفظ مبارک اعضاء سے وجود پانے والا ہر آشارہ آج بھی قابل عمل اور ذریعہ نجات کی حیثیت رکھتا ہے اور اس بات پر شاہد ہے کہ آپ نے بلغ ما انزل الیک من ربک کو کتنی دیانتداری سے پہنچایا۔

لخت جگر بیٹیوں کو طلاقیں، ابولہب کا سگا چچا ہو کر پتھر اچھالنا، جسد اقدس پر اوجھڑی، معاشی بائیکاٹ، وہی طائف کے پتھر جن سے آپ کا مبارک جسم لہولہان ہو گیا، ان سنگریزوں اور پتھروں کو بوچھاڑ میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ایک مرتبہ گرتے ہیں درندے بغلوں میں ہاتھ ڈال کر پھر کھڑا کر دیتے ہیں پھر پتھروں کا مینہ برساتے ہیں آپ پھر گرتے ہیں...... نعلین مبارک لہو سے تربتر ہو جاتے ہیں لیکن دین کی تبلیغ واشاعت کا سفر پھر بھی جاری وساری ہے۔

اپنا وطن، گھر بار، خاندان، رشتہ دار، قوم، قبیلہ، علاقہ ایک خدا کے لیے قربان کیا جا رہا ہے صرف اس کی خوشنودی کے لیے چٹانوں کے دامن میں بسیرا ہو رہا ہے کبھی غاروں میں روپوشی ہو رہی ہے، بھوک اور بے سروسامانی کا عالم میں بدر واحد کے معرکے لڑے جا رہے ہیں، پیٹ پر ایک پتھر بلکہ دو دو پتھر باندھ کر خندق کو کھود رہے ہیں، اتنی عسرت اور تنگی کے عالم میں بھی خدائی احکام ادا کیے جا رہے ہیں، امت کو آپس میں جانثاری کا درس سنایا جا رہا ہے، رنگ، نسل، نسب کا

فرق مٹ رہا ہے، کالے گورے کی تمیز ختم ہو رہی ہے، عجمی اور عربی میں تفریق اپنی موت آپ مر رہی ہے، خاندانی اور قبائلی تعصب حسد وکینہ سے پاک ہو رہے ہیں، مہاجرین وانصار یک جسم ویک جاں بنے ہوئے ہیں، اوس وخزرج کی دشمنی باہمی مودت اور موانست میں ڈھل رہی ہے۔

پھر اس میں عورت کہاں پیچھے ہے؟ صحابیات خصوصاً امہات المومنین ان تمام مشکل اور کڑے اوقات میں دین کی سربلندی کے لیے اپنے آپ کو وقف کر چکی ہیں۔ سب کی سوچ یہی ہے کہ باقی آنے والوں تک خدا کا یہ دستورِ حیات (قرآن کریم) پہنچ سکے، اس کے لیے زمانہ کے سرد وگرم برداشت کر رہے ہیں خوشی وتنگی کے نشیب وفراز طے کر کے دین اسلام کو ہم تک پہنچانے کی سعی کی جا رہی ہے۔

لیکن!!!

ہم نے اس دین کی کیا قدر کی؟ اس کے احکامات کا مذاق اڑایا، آقا ﷺ کے مبارک فرامین سے رخ دوسری طرف پھیرا، اخلاقیات کا جنازہ نکالا، معاشرت کو غیروں کے طریقوں سے گزارنے کے لائحہ ہائے عمل بنائے، میلے ٹھیلے ناچ گانے اور موسیقی کو دین سمجھا، میں اسی طرح کی باتوں کو سوچ رہا تھا کہ وقت گزرنے کا احساس بھی نہ ہوا یقین جانیے! آنکھیں نم تھیں میں روضۂ رسول ﷺ کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ کبھی دیدار کی کوشش کرتا پھر خود ہی نظر کو نیچے جھکا دیتا اور اپنے آپ سے سوال کرتا ان آنکھوں کو کیا حق ہے کہ اس رسول ہاشمی ﷺ کی زیارت کریں؟

حالت عجیب ہو رہی تھی، اپنے اعمال اور امت مسلمہ کی زبوں حالی دونوں مجھے آقا کے حضور میں شرمندہ کر رہی تھیں کہ ہمارے اعمال آپ ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں اور ہم پھر بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے ہماری وجہ سے آقا ﷺ کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی؟ دل مضطرب کو سوائے شفاعت کی کرن کے اور کوئی چیز ختم نہیں کر سکتی تھی تحفہ درود وسلام پیش کرنے کے بعد بصد ادب واپس پلٹ آیا۔ اللہ مجھے اور آپ کو اپنے پیارے حبیب کے صدقے صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشے اور انکی شفاعت خاصہ نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین

زینب ایک دفعہ پھر مصائب کی چکی میں پسنے لگ گئی تھی ایک طرف تو جوان بیٹی ہاجرہ کی بیوگی کا دکھ تھا تو دوسری طرف اب صغری کے حالات بھی ڈانواڈول تھے۔صغری کا میاں زاہد ایک ماڈرن اور فیشن ایبل مرد تھا لیکن صغری نے چونکہ ایک سادہ ماحول میں پرورش پائی تھی وہ زمانے کے نام نہاد جدید تقاضوں کے مطابق مغرب زدہ نہیں بن سکتی تھی۔وہ جس نے کبھی غیر مرد کو اپنے لباس کی جھلک تک نہیں دکھائی تھی بھلا وہ مغربی لباس میں پارٹیوں میں جا کر ڈانس کیسے کر سکتی تھی؟ بقول زاہد کے صغری کی قدامت پرستی کو وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔صغری شادی کے دوسرے سال ہی طلاق کا پروانہ لیے گھر آ گئی تھی۔زینب نے جتنی جلدی اپنے فرض سے فراغت حاصل کی تھی اتنی ہی جلدی وہ دوبارہ دکھوں کی دلدل میں دھنس گئی۔اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ اس نے زندگی میں کونسی خطا کی ہے جس کی اسے اور اس کی بیٹیوں کو سزا بھگتنا پڑی۔

ادھر شہزاد لڑکپن سے جوانی میں داخل ہو رہا تھا۔اب دن رات بہنوں کی توجہ کا مرکز صرف اور صرف ان کا بھائی تھا انہوں نے اپنی ماں سے کہہ دیا تھا کہ وہ انھیں دوبارہ شادی کا کہہ کے شرمندہ نہ ہو۔زینب نے بھی ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا تھا اب تینوں ماں بیٹیاں شہزاد کی شادی کے خواب سوتے جاگتے میں دیکھا کرتی تھیں۔آخر وہ دن بھی آ گیا جب شہزاد نے دولہا بن کر اپنی ماں اور بہنوں کے ارمان پورے کر دیے اور چاند سی دلہن لا کر اس سکوت کو توڑا جو عرصہ سے اس گھر کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھا۔

خوبصورت تو شہزاد بھی بہت تھا لیکن رابعہ کے انتخاب پر لوگ ہاجرہ اور صغری کو داد دیے بنا نہ رہ سکے جنہوں نے نہ صرف اتنی خوبصورت بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر خوب سیرت لڑکی کو اپنے بھائی کے لیے پسند کیا تھا۔شہزاد بھی رابعہ کو پا کر نہال ہو گیا تھا اب اس کے چاروں طرف محبتیں ہی

محبتیں تھیں ماں واری صدقے جاتی نہ تھکتی اور بہنیں بھائی بھاوج کو دیکھ کر خوش ہوتیں اور دل ہی دل میں نظریں اتارتی رہتیں۔

شہزاد اور رابعہ کی خوشحال ازدواجی زندگی گزر رہی تھی کمی تھی تو صرف اور صرف اولاد کی جس کی تمنا صرف شہزاد اور رابعہ کو ہی نہیں تھی بلکہ شہزاد کی دونوں بہنیں بھی اس بات کی بہت خواہشمند تھیں کہ اللہ ان کے بھائی کو بھی وارث عطا کرے۔شادی کو دس سال کا عرصہ گزر گیا تھا جب ان پر یہ بات منکشف ہوئی کہ رابعہ ماں نہیں بن سکتی۔ماں تو اس دکھ کو لیکر جلد ہی خالق حقیقی سے جا ملی اب بہنوں کی خواہش تھی کہ بھائی دوسری شادی کر لے۔ایک دن ہاجرہ نے اپنے دل کی بات بھائی سے کہہ ہی دی مگر اس نے انکار کر دیا لیکن جب دونوں کا اصرار بڑھا تو رابعہ بولی جو کام کرنا ہے وہ کل پر کیوں چھوڑیں آج ہی کیوں نہ کریں؟

زینب کی وفات کو ایک سال ہونے کو آیا تھا کہ شہزاد کی دوسری شادی کی تاریخ طے ہو گئی۔شہزاد کے دل میں طرح طرح کے وسوسے تھے اور رابعہ بھی دل میں پریشان تھی شہزاد کو رابعہ کا پتہ تھا اور رابعہ شہزاد سے اچھی طرف واقف تھی۔شہزاد کا گیارہ سال تک دوسری شادی کے بارے میں نہ سوچنا اور رابعہ کا خود آگے بڑھ کر شہزاد کی شادی کروانا دونوں کی ایک دوسرے سے محبت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔رابعہ نے دل میں ٹھان لی تھی کہ وہ اپنی سوکن نبیلہ کو کسی بھی شکایت کا موقع نہیں دے گی اور شہزاد کو اس بات کا خوب اچھی طرح احساس تھا کہ اس نے رابعہ اور نبیلہ کے درمیان انصاف سے کرنا ہے۔

رابعہ،صغری اور ہاجرہ تینوں اس گھر کی دائمی خوشیوں اور شہزاد کی پرسکون زندگی کے لیے بارگاہ الٰہی میں سراپا دعا بن گئی تھیں انہیں کیا معلوم تھا کہ تقدیر ایک دفعہ پھر انہیں آزمائش میں ڈالنے والی ہے۔شہزاد کی شادی کو جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے تھے کہ نبیلہ نے اپنے رنگ دکھانے شروع کر دیے۔اس کا تعلق ایک ایسے گھرانے سے تھا جہاں ایک وقت کی روٹی ملنے کے بعد اگلے وقت کی روٹی کے لیے سوچ بچار کرنا پڑتی تھی۔فاقوں سے نکل کر اب وہ ایسے گھر میں آ گئی جہاں اس کی ناز برداریاں شہزادیوں کی طرح کی جاتی تھیں اس نے بجائے اللہ کے شکر کرنے کے یہ

سوچنا شروع کر دیا کہ گھر میں موجود باقی تینوں عورتوں سے چھٹکارنے کی کونسی صورت اختیار کرے کہ وہ اس گھر کی بلاشرکت غیر مالک بن جائے سیاہ وسفید پر اس کی حکمرانی ہو۔ نبیلہ نے شہزاد کو بناوٹی باتوں سے دھیرے دھیرے اپنی گرفت میں لینا شروع کر دیا اور غیر محسوس طریقے سے وہ اس کے دل ودماغ پر قابض ہوتی جارہی تھی۔ رابعہ نے اپنے آپ کو پہلے ہی ایسی صورتحال کے لیے تیار کر رکھا تھا اس نے اپنے مجازی خدا کی خوشی کے لیے اپنی زندگی کا سکھ قربان کر دیا۔ بہنیں بھی اب شہزاد کی محبت میں کمی محسوس کرنے لگیں تھیں اگرچہ ان سب کے لیے یہ ساری باتیں انہونی تھیں اس کے باوجود وہ صرف اور صرف شہزاد کی اولاد دیکھنے کی آرزو رکھتی تھیں۔

لیکن نبیلہ کسی طور نہیں چاہتی تھی کہ ہاجرہ اور صغری ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس گھر میں اس پر بوجھ بنی رہیں۔ اس نے شہزاد کی ذہن سازی کر دی تھی جس کی وجہ سے وہ بھی اس بوجھ کو اتار پھینکنے کا سوچنے لگا۔ وہ دن نہ صرف دونوں بہنوں کے لیے بلکہ رابعہ کے لیے بھی قیامت سے کم نہیں تھا جب شہزاد نے انہیں بتایا کہ ایک ماہ بعد وہ ان کو اس گھر سے الوداع کرنے والا ہے۔ دونوں حیرت سے گنگ رہ گئیں اتنا بڑا فیصلہ ان کی رضا کے بغیر ہی کر لیا گیا تھا اور ساتھ یہ وارننگ بھی کہ اس فیصلے میں لچک نہیں ہے۔ دونوں بہنوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہی بھائی جس نے گھر کے ہر معاملے کا اختیار بہنوں کو سونپ رکھا تھا آج ان کی زندگی کا اختیار نبیلہ کو دے دے گا۔

نبیلہ نے ہاجرہ کا رشتہ اپنے دور کے چچا سے جو کہ پہلے ہی جوان اولاد کا باپ تھا اور ان کے نکمے پن کی وجہ سے عاق کر کے انکی ماں کو طلاق دے چکا تھا، اس سے طے کر دیا اور صغری کو اپنی بہن کے اوباش اور ہیروئن کے عادی جیٹھ کے ساتھ منسلک کر دیا۔ شہزاد کی آنکھوں پر حماقت کی پٹی بندھی ہوئی تھی اس کی اپنی کوئی سوچ نہیں تھی وہ اب نبیلہ کے دماغ سے سوچتا تھا۔

جس دن شہزاد نے اپنی بہنوں کو بیوی کی خوشی کی بھینٹ چڑھایا تو رابعہ، ہاجرہ اور صغری کی سسکیوں سے گھر کے درودیوار کانپ گئے جبکہ نبیلہ بڑے تفاخرانہ انداز اسے گردن اکڑائے رابعہ کو کہہ رہی تھی ’’جو کام تم دس سال میں نہیں کر سکیں میں نے وہ چند مہینوں میں کر دیا ہے۔‘‘ رابعہ کو کیا معلوم تھا اس نے اور اس کی نندوں نے جو دیا روشنی کے لیے جلایا وہ انہیں ہی جلا کر راکھ

کر دے گا۔ جن کے مقدر میں دکھ ہوں وہ در بدلنے سے دور نہیں ہوتے۔ اٹھائیس سالہ ہاجرہ کا ساٹھ سالہ شوہر بیاہ کر گھر بھی نہیں پہنچا تھا کہ اس کے عاق کردہ بیٹوں نے راستے میں ہی اپنی انتقام کی آگ بجھانے کے لیے اپنے باپ کے ساتھ ہاجرہ کو بھی گولیوں سے چھلنی کر دیا ادھر جب صغری نے اپنی بہن کے قتل کے بارے میں سنا تو اس نے دوسرا سانس لینا بھی گوارانہ کیا حجلۂ عروسی میں جانے سے قبل ہی اس کی روح بھی پرواز کر گئی۔

رابعہ نے جب ہاجرہ اور صغری کی موت کا ذمہ دار نبیلہ اور شہزاد کو ٹھہرایا تو نبیلہ نے اب اسے بھی اپنے ظلم کے لیے تختۂ مشق بنالیا۔ ادھر خدا شہزاد کو اولاد سے سرفراز کرنے والا تھا رابعہ نے سب دکھ بھول کر نبیلہ کو دل سے معاف کر دیا تھا لیکن نبیلہ ان لوگوں میں سے نہیں تھی جو کسی کا احسان یاد رکھیں۔ اس نے شہزاد کو باور کروادیا تھا کہ رابعہ ان کی خیر خواہ نہیں ہے وہ رائی کو پہاڑ بنا کر پیش کرتی رہی اور ایک دن شہزاد نے وہ کر دیا جو نبیلہ کی دلی خواہش تھی اور رابعہ کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔ رابعہ طلاق کا داغ لیکر اس گھر کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ کر اپنے بھائی کے گھر چلی گئی۔ بعض اوقات اللہ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے کہ وہ جو چاہے کرے اور اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے نجانے کسی وقت انسان کو اپنے کیے کی سزا مل جائے۔

نبیلہ ایک بیٹے کی ماں بن چکی تھی اور اپنی مکاریوں اور چالاکیوں پر بڑا فخر کرتی کہ کس طرح میں نے اپنا میدان صاف کیا لیکن اسے کیا پتہ تھا اس کے مکافات کا وقت آچکا ہے۔ ایک دن دونوں میاں بیوی بیٹے سمیت باہر کھانا کھانے جارہے تھے کہ سامنے سے آتے ٹرک نے بائیک کو کچل کر رکھ دیا۔ شہزاد نے موقع پر دم توڑ دیا جبکہ اس کے بیٹے کی دونوں ٹانگیں اس حادثے کی نذر ہوگئیں۔

نبیلہ رو رو کر نیم پاگل ہوگئی لیکن اپنا بویا، کاٹنا بھی تو خود ہی پڑتا ہے۔ آج نبیلہ لوگوں کے لیے عبرت کی علامت بن چکی ہے۔ سچ ہے کہ جو دوسروں کے احسانات کی قدر نہیں کرتے تو اللہ بھی بڑا بے نیاز ہے وہ بھی ایسے لوگوں کو نشانِ عبرت بنا دیتا ہے۔

☆☆☆☆

ارشاد فرمایا نبی ﷺ نے کہ ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی اول اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں دوسرے نماز قائم کرنا تیسرے زکوٰۃ ادا کرنا چوتھے حج کرنا پانچویں رمضان کے روزے رکھنا۔''

ان پانچوں چیزوں میں حضرت نبی کریم ﷺ نے اول کلمہ کے مضمون اور اس کے مطلب کی گواہی دینے کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے بعد دوسرے نمبر پر نماز کو رکھا ہے اسی لیے ہم بھی کلمہ طیبہ کے بعد نماز ہی کا ذکر کر رہے ہیں۔

ہر بالغ مرد و عورت پر رات دن میں پانچ وقت کی نماز فرض ہے ان کے نام یہ ہیں:

فجر ظہر عصر مغرب عشاء

جو بندے نماز کی پابندی کرتے ہیں وہ اس اقرار کو اپنے عمل سے پورا کرتے ہیں جو انہوں نے کلمہ طیبہ پڑھ کر کیا ہے کہ ہم اللہ کے حکموں پر چلیں گے اور جو لوگ نماز کی پابندی نہیں کرتے وہ غلامی کے اقرار کو عمل سے جھوٹا کر دیتے ہیں۔ نماز چھوڑنے والوں کے حق میں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس نے کفر کا کام کیا لہٰذا نماز کو ہمیشہ خوب پابندی سے ٹھیک وقت پر اچھی طرح وضو کر کے اور دل لگا پڑھا کرو۔

نماز میں یہ بڑی خوبی ہے کہ نماز پڑھتے وقت نمازی کا سارا جسم عبادت ہی میں بندھ جاتا ہے ہاتھ، پاؤں، سر، کمر، ناک، آنکھ، زبان سب اسی طرح موقعہ بموقعہ رکھنے اور استعمال کرنے پڑتے ہیں جس طرح حکم ہے یوں سمجھو کہ نمازی کے بدن کا ہر حصہ خدا کے حکم پر چلنے کی مشق کرنے میں لگ جاتا ہے اگر کوئی مرد یا عورت ٹھیک ٹھیک نماز پڑھے تو نماز کے باہر بھی گناہوں سے بچے گا۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ ''بلاشبہ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

قرآن شریف میں سینکڑوں جگہ نماز کا ذکر آیا ہے اور ٹھیک نماز پڑھنے کو فرمایا اور حدیثوں میں نماز کی بہت فضیلت اور تاکید آئی ہے کچھ حدیثیں یہاں لکھتے ہیں:

نماز کی فضیلت اور تاکید: حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''پانچ نمازیں اللہ نے فرض کی ہیں جس نے ان نمازوں کا وضو اچھی طرح کیا اور بروقت پڑھا اور رکوع وسجدہ پوری طرح ادا کیا تو اس کے لیے اللہ کے ذمہ اس کا عہد ہے کہ اللہ اس کو بخش دے گا اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس کے لیے اللہ کے ذمہ کوئی عہد بخشش کا نہیں چاہے بخشے چاہے عذاب دے۔''

ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول ﷺ سردی کے زمانے میں باہر تشریف لے گئے اس وقت درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے آپ ﷺ نے ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑ لیں تو اور بھی زیادہ پتے جھڑنے لگے وہیں آپ ﷺ کے خاص صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپ ﷺ نے ان کو آواز دی اے ابوذر! انہوں نے عرض کی حضور ﷺ میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقین جانو! جو مسلمان بندہ اللہ کی رضامندی کے لیے نماز پڑھتا ہے اس کے چھوٹے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے یہ پتے اس درخت سے جھڑ رہے ہیں۔''

ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے اپنے صحابیوں سے فرمایا کہ بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو کیا اس کے دن کا میل کچیل کچھ ذرا سا بھی باقی رہے گا؟ صحابیوں نے عرض کیا نہیں، ذرا بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی پانچ نمازوں کا حال ان کے ذریعہ اللہ گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔''

ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے نماز کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

جس نے نماز کی پابندی کی اس کے لیے قیامت کے روز نماز نور ہوگی اور اس کے ایمان کی دلیل ہوگی اور اس کی نجات کا سامان ہوگی اور جس نے نماز کی پابندی نہ کی اس کے لیے نماز نور نہ ہوگی اور نہ اس کے ایمان کی دلیل ہوگی نہ نجات کا سامان ہوگی اور قیامت کے روز یہ شخص فرعون اور اس کے وزیر ہامان اور مشہور مشرک ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے

کہ نماز کی پابندی کرے اور قیامت کے روز اپنا حشر کافروں کے ساتھ نہ ہونے دے۔

سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا: حضرت رسول مقبول ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ''بلا شبہ قیامت کے روز بندہ سے سب سے اول اس کی نماز کا حساب لیا جائے اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی وہاں کی نعمتوں سے محروم ہوگا اور ٹوٹے اور گھاٹے میں رہے گا۔''

بے وقت نماز پڑھنا: حضرت رسول مقبول ﷺ نے نماز کو بے وقت کر کے پڑھنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھے بیٹھے سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے اور جب سورج پیلا پڑ جاوے تو کھڑے ہو کر جلدی جلدی مرغ کی طرح چار ٹھونگیں مار لیتا ہے اور خدا کو ان سجدوں میں جو مرغ کی ٹھونگوں کی طرح جھٹ جھٹ کیے بس ذرا سا یاد کرتا ہے۔

نماز کی قیمت: حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''جس کی ایک نماز جاتی رہے اس کا اتنا بڑا نقصان ہوا جیسے کسی گھر کے لوگ، مال اور دولت سب جاتا رہا۔'' جو مرد و عورت بچوں کی پرورش کے خیال میں یا تجارت یا ملازمت کے دھندوں میں نماز چھوڑ دیتے ہیں ان مبارک حدیثوں پر غور کریں۔

نماز کی چوری: ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''سب لوگوں سے زیادہ برا چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے یہ سن کر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز کی چوری کیسے؟ آپ نے فرمایا نماز کی چوری یہ ہے کہ اس کا رکوع وسجدہ پورا پورا ادا نہ کرے۔''

دین اسلام میں نماز کا مرتبہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کا کوئی دین نہیں جس کی نماز نہیں نماز کا مرتبہ دین اسلام میں وہی ہے جو سر کا مرتبہ انسان کے جسم میں ہے یعنی جیسے کوئی شخص بغیر سر کے زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح نماز کے بغیر آدمی ٹھیک طرح کا مسلمان نہیں ہوسکتا۔

بچوں کو نماز پڑھانا ماں باپ کے ذمہ ہے: حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جبکہ سات برس کے ہوں اور نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو جبکہ دس برس کے ہوں اور دس سال کی عمر ہو جانے پر ان بستر بھی الگ کر دو ایک کو دوسرے کے ساتھ نہ سلاؤ۔''

ضروری تنبیہ: نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے یعنی الحمد شریف اور دوسری سورتیں، التحیات اور دعائے قنوت وغیرہ اس کو اچھی طرح صحیح کر کے یاد کرنا ضروری ہے، بہتر ہے کسی کو سنا دو جسے ٹھیک یاد ہو س، ص، ط، ت وغیرہ کا فرق محنت کر کے ٹھیک کر لو، نماز کے فرض سنتیں اور شرطیں اور وہ سب چیزیں معلوم کر لو جن سے نماز درست ہوتی ہے اور خوب دل لگا کر اچھی سے اچھی نماز پڑھنی چاہیے۔

نفل نمازوں کا بڑا ثواب ہے: حضرت رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''بیشک قیامت کے روز بندہ کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو وہاں کی نعمتوں سے محروم ہوگا اور ناکامی اٹھائے گا۔ اب اس کے بعد اللہ کی طرف سے یہ فضل ہوگا کہ اگر اس کے فرضوں میں کمی رہ جائے تو اللہ تعالی فرشتوں سے فرمائیں گے کہ دیکھو میرے بندہ کے اعمال نامہ میں کچھ نفل بھی ہوں گے تو نفلوں کے ذریعہ فرضوں کی کمی پوری کر دی جائے گی پھر سارے اعمال کا یہی معاملہ ہوگا۔''

مومن بندوں کو چاہیے کہ آخرت کی کامیابی کے لیے نفلوں کا ذخیرہ بھی جمع کر کے قیامت کے دن کے واسطے لے چلیں جس قدر ہو سکے نفل نمازیں پڑھو فرض نمازوں سے پہلے جو سنتیں مؤکدہ اور نفلیں پڑھی جاتی ہیں سب کو پڑھا کرو۔

تحیۃ الوضو: وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے فرمایا حضرت رسول مقبول ﷺ نے کہ ''جو مسلمان وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑے ہو کر ایسی دو رکعت نماز پڑھے جن کی طرف اپنے ظاہر و باطن سے توجہ رکھے اس کے لیے جنت واجب ہوگی۔''

اشراق کی نماز: جب سورج نکل کر بلند ہوجائے اور اچھی طرح صاف اور سفید معلوم ہونے لگے تو دو رکعت نفل پڑھو اس کو اشراق کی نماز کہتے ہیں پھر اس کے تین گھنٹے بعد دو یا چار یا آٹھ رکعت نفل پڑھو اس کو چاشت کی نماز کہتے ہیں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت آٹھ رکعت نماز پڑھا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میرے ماں باپ بھی قبروں سے اٹھ کر چلے آویں تب بھی ان کو نہ چھوڑوں۔

حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے چاشت کی دو رکعتوں کی پابندی کر لی اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔''

نماز اوابین: نماز مغرب کے بعد چھ یا بیس رکعت نفل پڑھو اس کو نماز اوابین کہتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ جس نے مغرب کے بعد اس طرح چھ رکعتیں پڑھ لیں کہ ان درمیان کوئی بڑی بات نہ کی تو یہ چھ رکعتیں اس کے لیے بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھ لیں اس کے لیے اللہ جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔

نماز تہجد: تہجد کے وقت خاص طور سے دعا قبول ہوتی ہے صبح کی اذانوں سے ایک دو گھنٹہ پہلے اٹھ کر وضو کر کے جس قدر ہو سکے دو رکعت سے بارہ رکعت تک نفل نماز پڑھو۔ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ روزانہ رات کو جب تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ فرماتے ہیں کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کا سوال پورا کروں کون ہیں؟ جو مجھ سے مغفرت چاہتے ہیں میں ان کی مغفرت کروں کون ہے جو ایسے کو قرض دے جس کے پاس سب کچھ ہے جو کنگال نہیں اور ظالم نہیں۔ اور صبح ہونے تک اللہ یہی فرماتے رہتے ہیں۔

☆☆☆

وہ اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھی تھی۔ اکلوتے بیٹے کی جواں مرگی کا صدمہ ایسا تھا کہ اسے خود پر قابو نہ رہا تھا۔ کبھی تعزیت کے لیے جمع ہونے والوں میں سے کسی کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑ نے لگتی تو کبھی خود کلامی میں مصروف ہوجاتی۔ ''نہیں، نہیں یہ نہیں ہوسکتا میرا بیٹا کیسے مر سکتا ہے؟ اس کی ابھی عمر ہی کیا تھی مجھے دیکھو میں اتنی عمر ہو جانے کے باوجود زندہ ہوں تو میرا بیٹا کیسے اس دنیا سے رخصت ہوسکتا ہے؟''

پھر جب اردگرد کی عورتیں جمع ہو کر جواں سالہ میت پر رونے لگیں تو بڑھیا کو بھی جیسے اپنے بیٹے کی موت کا یقین سا آ گیا لیکن مامتا اس صدمے کو ٹھنڈے پیٹوں کیسے برداشت کر لیتی، بیٹے سے محبت کی دیوانگی نے ایک اور راہ سجھائی ''خبردار جو کسی نے میرے بیٹے کو غسل دیا اور کفن پہنایا، میں جاتی ہوں طبیبوں کے پاس، اپنے بیٹے کی زندگی کی دوا لانے کے لیے۔'' سب کو یقین ہو چلا تھا کہ بے چاری ماں اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھی ہے بھلا زندگی واپس لوٹا دینے والی دوا بھی کہیں سے ملتی ہے؟ لیکن مامتا کو کون سمجھائے۔

''اے لوگو! خدا کے لیے کسی طبیب حاذق کا پتہ بتاؤ مجھے......'' عورت کہے جا رہی تھی۔

ایک نوجوان نے غم کی ماری ماں کو ساتھ لیا اور شہر کے تمام طبیبوں کے پاس باری باری گیا۔ ہر ایک کی زبان پر ایک جملہ تھا ''بھلا مرنے والوں کو بھی کبھی کسی دوا سے زندگی ملی ہے؟''

لیکن یہ جملہ ماں کے غم کا مداوا کیسے کرتا؟ اسے تو اس دم اپنا آپ پوری کائنات میں سب سے دکھی لگ رہا تھا۔

''ماں جی! ایک طبیب رہ گیا ہے جو شہر کے آخری حصے میں رہتا ہے آئیں اس کے پاس چلتے ہیں شاید وہ کوئی ترکیب بتائے۔''

نوجوان غم کی ماری ماں کو لیے بوڑھے طبیب کے پاس پہنچا۔ ساری داستان سن کر طبیب کے جھریوں زدہ چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

''اے غم زدہ عورت! تیرے لیے خوشخبری ہے میرے پاس ایسی دوا ہے جو تیرے بیٹے کی زندگی کو واپس لوٹا دے گی لیکن اس کے لیے تجھے ایک کام کرنا ہوگا۔''

ماں کی آنکھوں میں امید کی کرن چمکی۔

''کیا کام؟ میں اپنے بیٹے کی زندگی خاطر کچھ بھی کر سکتی ہوں۔''

''اے عورت! جا اور شہر کے کسی ایسے گھرانے سے مٹھی بھر اناج لے کر آ جس کا کوئی فرد موت کا شکار نہ ہوا ہو''

جہاں دیدہ طبیب نے اپنی سفید بھنویں سکیڑتے ہوئے کہا۔

''اپنے بیٹے کی زندگی کے لیے میں یہ شہر تو کیا پوری دنیا چھان ماروں گی۔ عورت بڑے عزم سے اٹھی اور شہر کی گلیوں میں پھرنے لگی۔

شام کا دھندلکا پھیلنے کو تھا جب وہی عورت کمزور قدموں سے چلتی ہوئی طبیب کے دواخانے پر پہنچی۔ طبیب اسی کا منتظر تھا؛ ''لائی ہو اناج؟''

عورت سسک اٹھی۔

''طبیب صاحب! آپ نے میری آنکھوں پر پڑا ہوا پردہ اتار دیا میں اس غم میں اکیلی نہیں مجھے کوئی گھر ایسا نہیں ملا جس کا کوئی فرد موت کا شکار نہ ہوا ہو۔''

عورت کی آواز میں عجیب سی بے چارگی تھی۔

''چلتی ہوں، بیٹے کے کفن دفن کا بندوبست کرنا ہے رات گہری ہونے سے پہلے اس کام کو ختم بھی تو کرنا ہوگا۔''

وہ اٹھی اور تیز قدموں سے چلتے ہوئی باہر نکل گئی طبیب کی آنکھوں سے دو موتی ٹپکے اور گھنی ڈاڑھی میں جذب ہوگئے۔

Settings\Rizwan\Desktop\23.tif not found.

نام: سودہ **نسب:** سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس......

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال پر ملال کے بعد سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔

قبول اسلام: نبوت کے ابتدائی ایام میں اسلام قبول کرلیا آپ کے ساتھ آپ کے شوہر حضرت سکران رضی اللہ عنہ بھی اسلام لے آئے مشرکین مکہ کی اذیتیں جب نقطہ عروج تک پہنچی تو بحکم خدا مسلمانوں کی ایک جماعت نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اس جماعت میں ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے خاوند حضرت سکران رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے ہجرت حبشہ سے مکہ واپسی پر چند دن بعد حضرت سکران رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔

ام المؤمنین کا شرف: رمضان کا مہینہ تھا اور آپ ﷺ کو مبعوث ہوئے ۱۰ سال کا عرصہ بیت چکا تھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے آ کر عرض کیا: ''یارسول اللہ! آپ کو ایک رفیقۂ حیات کی ضرورت ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''ہاں! گھر بار بال بچوں کا انتظام خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے متعلق تھا چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ایماء پر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد کے پاس گئیں اور نکاح کا پیغام سنایا۔ جلد ہی سب امور طے ہوگئے آپ ﷺ خود تشریف لے گئے اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد نے 400 درہم مہر مقرر کر کے اپنی بیٹی سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا۔

آپ رضی اللہ عنہا کے اخلاق نہایت عمدہ تھے عملی زندگی پر تربیت نبوت کا رنگ واضح دکھائی دیتا تھا اطاعت پر فرمانبرداری میں بہت آگے تھیں۔ جب آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع

پر ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا ''میرے بعد گھروں میں بیٹھنا۔'' چنانچہ آپ ﷺ کے اس حکم پر اس شدت سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے عمل کیا کہ ساری زندگی حج اور عمرہ کے لیے بھی باہر نہ نکلیں خود فرمایا کرتی تھیں ''حج اور عمرہ دونوں کر لیے ہیں اب میں خدا کے حکم کے مطابق گھر میں ہی بیٹھوں گی۔''

دریا دلی: ایک بار خلیفۂ ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں ایک تھیلی روانہ کی آپ رضی اللہ عنہا نے اس تھیلی لانے والے سے پوچھا کہ اس میں کیا ہے انہوں نے کہا کہ درہم چنانچہ آپ نے اسی وقت وہ ساری تھیلی جو درہم سے بھری ہوئی تھی خدا کی راہ میں تقسیم کر دی اس کے علاوہ بھی جو دراہم و دینار آپ تک پہنچتے، آپ ان کو نیک کاموں اور رفاہی کاموں میں خوب خرچ کیا کرتی تھیں۔

مرویات: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے پانچ احادیث مروی ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابن عباس، ابن زبیر اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم نے آپ سے روایت کی ہے۔

گھریلو طرزِ زندگی: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری کے ایام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کسی عورت کو دیکھ کر مجھے حرص نہیں ہوتا کہ میں اس جیسی ہو جاؤں سوائے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے۔

امہات المومنین کی عملی زندگی ہمارے لیے ہدایت کا سامان ہے کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا باوجود کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سوتن ہیں لیکن پھر بھی اپنی باری کے ایام ان کو ہبہ کر دیے۔ آج کل ہم تو حسد اور خواہ مخواہ کے تعصب اور کینہ سے دوچار ہیں اور ادھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ اپنی سوتن کی تعریف کر رہی ہیں اور ہم ہیں کہ بلاوجہ جان بوجھ کر ایک دوسری پر عیب اور تہمت لگاتی پھرتی ہیں۔

وفات: آپ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ خلافت میں ہوئی۔

کچھ کفر نے فتنے پھیلائے، کچھ ظلم نے شعلے بھڑکائے
سینوں میں عداوت جاگ اُٹھی، انساں سے انساں ٹکرائے
پامال کیا برباد کیا کمزور کو طاقت والوں نے
جب ظلم و ستم حد سے گزرے، تشریف محمد ﷺ لے آئے
رحمت کی گھٹائیں لہرائیں، دنیا کی امیدیں بر آئیں
اکرام و عطا کی بارش کی اخلاق کے موتی برسائے
تلوار بھی دی، قرآں بھی دیا دنیا بھی عطا کی عقبیٰ بھی
مرنے کو شہادت فرمایا، جینے کے طریقے سمجھائے
مظلوموں کی فریاد سنی، مجبوروں کی غم خواری کی
زخموں پہ خنک مرہم رکھے، بے چین دلوں کے کام آئے
توحید کا دھارا رک نہ سکا، اسلام کا پرچم جھک نہ سکا
کفار بہت کچھ جھنجھلائے، شیطاں نے ہزاروں بل کھائے
اے نام محمد صل علی، ماہر کے لیے تو سب کچھ ہے
ہونٹوں پہ تبسم بھی آیا، آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے

انتخاب: نائلہ فردوس، نارووال

اس دنیا میں دو انسانوں کے بیچ کتنا فاصلہ ہو سکتا ہے؟ وجدان کو اس سوال کا جواب نہیں مل رہا تھا۔

کتنے دن بیتے کہ سائنس کے ٹیچر نے پوچھا تھا۔ بتاؤ سورج زمین سے کتنا دور ہے؟''
پوری کلاس یہ سوال سن کر خاموش ہو گئی تبھی وجدان سے پچھلی نشست پر بیٹھا لڑکا اٹھا ''سر! بہت دور ہے''۔
سر طارق دھیرے سے مسکرائے ''کتنی دور؟ کچھ بتاؤ تو۔''
''سر! دبئی سے زیادہ نہیں'' طلحہ پرسوچ انداز میں بول اٹھا۔ سر دوبارہ مسکرائے ''وہ کیسے بیٹا؟''
''سر! سورج ہر روز نظر آتا ہے اور میرے ابو اتنے زیادہ دنوں کے بعد آتے ہیں''

پوری کلاس کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ طلحہ کا جواب سن کر وجدان بھی مسکرایا مگر اس کی مسکراہٹ پھیکی پھیکی سی تھی۔

وجدان کے ابو بھی اچھے مستقبل کی تلاش میں بیرون ملک مقیم تھے اور اس کا حساس دل اس کمی کو کچھ زیادہ ہی محسوس کرتا تھا۔
''بچو! سورج ہماری زمین سے تقریباً نو کروڑ تیس لاکھ میل دور ہے۔ لیکن اس کی روشنی کو زمین تک پہنچنے میں صرف آٹھ منٹ لگتے ہیں......'' سر طارق بول رہے تھے مگر وجدان تو صرف پہلے دو جملے ہی سن پایا تھا۔ اس کا معصوم ذہن کچھ اور ہی سوچ رہا تھا۔

کلاس میں ہوئے اس مکالمے کو کتنے دن گزر چکے تھے مگر ابھی تک وجدان کا حساب مکمل نہیں ہو پایا تھا۔ وہ گھنٹوں بیٹھا سوچتا رہتا۔ نو کروڑ تیس لاکھ میل تو بہت بہت زیادہ ہوتے ہیں اور آٹھ منٹ تو اتنے کم ہوتے ہیں۔ ماما جب مجھے دودھ دیتی ہیں تو آٹھ منٹ میں تو میں ایک گلاس

دودھ بڑی مشکل سے پیتا ہوں۔ کتنے لالچ، کتنے بہلاوے اور کتنی ڈانٹ کھا کر بہت دیر میں گلاس ختم ہوتا ہے......اتنا زیادہ فاصلہ اور اتنا تھوڑا وقت......روشنی کس قدر تیز رفتار ہے کتنی طاقتور ہے! لیکن رشتے تو سب سے مضبوط چیز ہوتے ہیں۔
وجدان کی سوچ بھٹکنے لگتی اور گھوم پھر کر یہی سوال اس کی آخری منزل بن کر رہ جاتا۔
''اس دنیا میں دو انسانوں کے بیچ آخر کتنا فاصلہ ہو سکتا ہے؟''

☆☆☆

''میں آپ کو کس زبان میں سمجھاؤں کہ وجدان کے کھانے کی چیزوں کو ہاتھ نہ لگایا کریں؟''
ماہ پارہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔'' پیار کرنا چاہتی آپ اسے؟ دیکھیں تو کتنے گندے ہاتھ ہیں آپ کے جراثیم سے بھرے ہوئے۔''

امینہ بے چاری مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی۔ وجدان بول اٹھا۔''ماما! میں نے دادو سے کہا تھا کہ مجھے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلائیں اور دادو نے ہاتھ بھی دھوئے تھے۔''
''ہاتھ دھوئے ہوئے ہوتے تو اتنے گندے ہوتے؟ چلو میرے ساتھ۔'' ماہ پارہ اپنے اکلوتے بیٹے کا بازو پکڑ کر تقریباً گھسیٹتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔

بوڑھی امینہ نے دونوں ہتھیلیاں آنکھوں پر رکھ لیں اور آنسوؤں کو روکنے کی ناکام کوشش کرنے لگیں۔ اس کے بوڑھے ہاتھوں میں گہرے شگاف تھے۔ ابھی کل کی بات تھی جب امینہ گھروں کے کام کاج کر کے اور اپنا پیٹ کاٹ کے ایک ایک روپیہ بچاتی تھی کہ اس کے بیٹے کا مستقبل سنور جائے، وہ اچھی تعلیم حاصل کرے یہ شگاف اسی محنت کی یادگار تھے جو اس نے دن رات کی قید سے بے نیاز ہو کر کی تھی۔

مگر اب وقت کتنا بدل چکا تھا عدنان کو ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب مل گئی تھی اور وہ برطانیہ جا بیٹھا تھا۔ عدنان کی بیوی ماہ پارہ کو امینہ کا وجود ایک بوجھ لگتا تھا۔ امینہ کے محنت کش ہاتھ اسے بھدے اور جراثیم سے بھرے نظر آتے تھے۔ آخر ایسا کیونکر نہ ہوتا، عدنان تو گویا بھول ہی گیا تھا کہ اس کی ماں بھی زندہ ہے، وہ ماں جس نے اسے باپ بن کر پالا تھا۔ فون پر ماہ پارہ سے گھنٹوں

باتیں ہوتیں مگر کیا مجال جو بھولے سے بھی بوڑھی ماں کا حال پوچھ لے۔ وجدان کبھی کہہ دیتا ''پاپا! دادو سے بات کراؤں؟'' تو جواب ملتا ''بیٹا میرا اسلام کہہ دینا۔''

وجدان سوچتا رہتا کہ دادو کا کوئی قصور بھی نہیں ہوتا پھر بھی ماما انہیں ڈانتی رہتی ہیں۔ نجانے کیوں؟ بڑے بیڈروم کے ساتھ والا کمرہ امینہ کو ملا ہوا تھا۔ وجدان کی سمجھ سے باہر تھا کہ صرف ایک دیوار کے فاصلے پر موجود دادو سے اس کی ماما کیوں ہر وقت ناراض رہتی ہیں اور ان کے دل میں بوڑھی دادو کے لیے کیوں جگہ نہیں۔ پاپا بھی ان سے بات نہیں کرتے۔

☆☆☆

سائنس کی کلاس میں پڑھا ہوا سبق اب وجدان کی معصوم سوچ کا محور بنا ہوا تھا۔ سورج کو زمین سے کتنی محبت ہے اتنے زیادہ فاصلے سے اس کی روشنی چند منٹ میں زمین تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر مجھے دادو کے کمرے میں جانے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت کیوں نہیں؟ ان کی محبت کی روشنی کیوں نہیں مجھ تک پہنچنے دی جاتی؟ میری دادو میری ماما کے دل سے کیوں دور ہیں؟ کتنی دور ہیں؟ کیا دیوار کی موٹائی نو کروڑ تیس لاکھ میل سے زیادہ ہے؟ پاپا کی کال دادو تک کیوں نہیں پہنچتی؟

کیا مجھے دادو کے ساتھ پیار کرنے کے لیے بہت زیادہ انتظار کرنا پڑے گا؟ کتنا انتظار؟ صرف ایک دیوار......نو کروڑ تیس لاکھ میل......کتنا وقت؟ صرف آٹھ منٹ!......اتنا کم وقت! میرے اللہ!

اس دنیا میں دو انسانوں کے بیچ کتنا فاصلہ ہو سکتا ہے؟ کیا سورج کو زمین سے زیادہ محبت ہے؟ دادو کو پاپا سے......نہیں ...... پاپا کو دادو سے ......نہیں......مجھ سے...... دادو کو مجھ سے......کیا یہ رشتے کمزور ہیں؟ ......سورج اور زمین کے بندھن سے بھی؟......تو پھر؟......ایک دیوار......اتنا فاصلہ!...... اتنا کم وقت!...... کروڑوں میل موٹی دیوار!......اتنا وقت!......اتنا فاصلہ! ...... میرے پاپا......میری دادو...... میری امی...... ہائے میرے اللہ !......نہیں...... نہیں......نہیں......سر طارق جھوٹ بولتے ہیں......اور......اور......میری کتاب میں بھی غلط لکھا ہے......ہاں غلط لکھا ہے......وجدان کا چہرہ پوری طرح بھیگ چکا تھا۔

آہ! یہ پرفتن دور، یہ آلام ومصائب، یہ بے چینیاں یہ بے قراریاں۔ آہ! امن وسکون کا فقدان، یہ غیرتوں کے جنازے، یہ دین فروشیاں، یہ فیشن کی آڑ میں سنت کا جنازہ، یہ شرم وحیا کی گمشدگی، یہ حلم وحیا کا بحران، یہ گھر گھر کی بے سکونیاں، یہ شہر شہر پھیلی ہوئی انارکی، یہ بے پردگی، یہ سود ورشوت کی فضائیں یہ سب آخر کیا ہے؟

کیا یہ ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ نہیں؟ کیا یہ ہماری دین سے دوری کا نتیجہ نہیں؟ یہ کس نے گھر کی شہزادی کو بازار کی زینت بنا دیا؟ یہ کس نے گھر کی مالکن کو بازار کی لونڈی بنا کے رکھ دیا؟ یہ کس نے پردے جیسی نعمت کو قید قرار دیا؟ ہائے! یہ کس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں کو سرِ بازار لا کھڑا کیا؟ یہ کون ہیں جو آزادی نسواں کا نعرہ لگاتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشن تعلیمات کو اپنے پس پشت ڈالے ہوئے ہیں؟

وہ دیکھو...... وہ دیکھو ایک شخص جو اپنی بیوی کی شکایت لے کر امیر المؤمنین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچا تو اندر سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی) کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سخت لہجہ میں گفتگو کی آواز سنی، واپس لوٹنے لگا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا باہر کوئی آدمی ہے واپس بلوایا اور پوچھا کیسے آئے تھے؟ جواب دیا: حضرت! میں تو اپنی بیوی کی شکایت لے کر آیا تھا لیکن جس مصیبت میں میں مبتلا ہوں اس مصیبت میں آپ کو بھی مبتلا پایا۔ اس لیے واپس جا رہا تھا۔

غور کرو ذرا توجہ کرو کہ بائیس لاکھ مربع میل پر اسلام کا علم بلند کرنے والا کیا جواب دے رہا ہے کہ دیکھو! میرے اوپر میری بیوی کے شرعی حقوق اور شرعی حدود ہیں اس لیے میں نے اس سے تجاوز نہیں کیا اور برداشت کیا۔ اول تو یہ ہے کہ وہ میرے اور دوزخ کے درمیان حجاب ہے

کہ اس کی وجہ سے میں حرام سے بچتا ہوں۔ دوم یہ کہ وہ میری خزانچی ہے جب میں گھر سے نکلتا ہوں تو وہ اس کی حفاظت کرتی ہے۔ سوم یہ کہ وہ میرے میلے کچیلے کپڑے دھوتی ہے۔ چہارم یہ کہ وہ میرے پینے کو دودھ مہیا کرتی ہے۔ پنجم یہ کہ وہ میری خانساماں ہے کہ روٹی پکاتی ہے سالن بناتی ہے ان سب امور کی وجہ سے میں اس کی سخت کلامی برداشت کرتا ہوں۔ تو اس آدمی نے کہا کہ جو معاملات آپ کے ہیں وہ تو میرے بھی ہیں جیسے آپ برداشت کرتے ہیں میں بھی برداشت کرلوں گا۔

ایک نظر ادھر بھی دیکھو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا موجود ہیں تو اتنے میں ایک نابینا صحابی حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں پردے میں چلی جاؤ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں ہے؟ فرمایا کیا تم بھی نابینی ہو کہ تم ان کو دیکھ نہیں سکتیں؟

ہم نہ لغت کے ماہر ہیں اور نہ ہی الفاظ کے محقق، جو لفظ ذہن میں آ گیا اسے استعمال کر لیا بلکہ اس سے کام چلا لیا، تمام الفاظ کے حسب نسب کو جاننا اپنے بس کی بات نہیں، ورنہ محققین نے تو الفاظ کی تصویری معنویت کی بھی تحقیق کی ہے۔ لفظ غضب کے بارے میں ایک محقق کا خیال ہے کہ یہ لفظ غضب کی پوری تصویر پیش کرتا ہے یعنی غضب کی ''غ'' غصے میں گلے کی غرغراہٹ، ''ض'' غصے میں دانت پیسنے اور حرف ''ب'' غصے سے منہ بند ہو جانے کی علامت ہے اس کے علاوہ لفظوں کی معنویت اور دلالت کے اور بھی بہت سے پہلو ہوتے ہیں۔

صرف ایک لفظ ''ہاں'' ہمارے ایک محقق دوست کے مطابق صرف اپنی ادائیگی کے اعتبار سے بہت سے معانی کا حامل ہے اگر ''ہاں'' آہستہ سے شرمانے کے انداز میں بولا جائے تو قصور کا قبول کرنا اور تین بار اسی انداز میں ہاں کہا جائے تو نکاح قبول کرنا مراد ہوتا ہے۔ اگر عام لہجے میں دو تین دفعہ ہاں کہا جائے تو مطلب ہے کہ مخاطب بے وقوف یا ناپسندیدہ شخص ہے جس سے پیچھا چھڑانا مقصود ہے، اگر ہاں زور سے پر جوش انداز میں کہا جائے تو ڈھٹائی کو ظاہر کرتا ہے اگر ہاں خوب کھینچ کر کہا جائے تو کئی معانی رکھتا ہے یعنی ہماری بلی ہمیں ہی میاؤں، یا زمانہ ہی برا آ گیا ہے، لیجیے لفظ ہاں تو صرف ایک ہے اور محض ادائیگی کے اختلاف سے اس میں اتنے ڈھیر سارے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔

ایسے ہی ایک لفظ ''لیکن'' ہے جسے قواعد میں حرف استثناء کہتے ہیں۔ ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ اس کی معنویت کی بھی بہت سی جہتیں ہیں ہم تو سمجھتے تھے کہ استثناء کے معنوں میں

اسے حضرت علامہ نے استعمال کیا تھا اور خوب کیا تھا

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

لیکن اس لفظ ''لیکن'' کی معنوی جہتیں، جن سے کم از کم ہم شعوری طور پر واقف نہیں تھے، ایک روز اتفاق سے ہم پر روز روشن کی طرح بلکہ روز محشر کی طرح عیاں ہو گئیں ہوا یوں کہ ایک روز ہم نے ایک مجلس ادب میں مضمون پڑھنے کی حامی بھر لی۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ یہ مجلس ''مجلس تنقید'' ہے تو ہم کبھی یہ دعوت نامہ قبول نہ کرتے ہم دھوکے میں مارے گئے۔

اصل میں ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ سیدھی سادی مجلس ادب ہوگی ہم مضمون پڑھیں گے اور واہ واہ سنیں گے کہ تنقید تو ویسے بھی ہمیں بہت بری لگتی ہے، ہاں اگر دوسروں پر ہو تو اور بات ہے اپنے بارے میں تنقید ہم برداشت نہیں کرتے، ہمیں تو بس اپنی تعریف اچھی لگتی ہے۔ اگر چہ سب لوگ کہتے ہیں کہ انہیں اپنی تعریف پسند نہیں اور وہ سچ ہی کہتے ہوں گے لیکن اس معاملے میں ہم ساری دنیا سے مختلف ہیں چنانچہ ہم بہت خوش تھے کہ ہمیں اپنے کمالات فن کے اظہار کا موقع ملا۔ لوگ جونہی ہمارا مضمون سنیں گے تو حیرت سے کہیں گے کہ یہ رستم زمانہ، یہ نابغۂ روزگار، یہ یگانۂ عصر، یہ وحید دہر زمانے کی نظروں سے کہاں چھپا ہوا تھا؟ اب تک کیوں نہ دنیا کو پتا چلا کہ

ایسی چنگاری بھی ''یارو'' اپنی خاکستر میں تھی

چنانچہ ہم نے اس عزم کے ساتھ کہ آج تو بس واہ واہ لوٹنی ہے اور معرکہ ادب سر کر لینا ہے مجلس ادب میں شریک ہوئے بڑے اعتماد سے ہم نے اپنا مضمون پڑھا۔ پڑھنے کے بعد سامعین کرام پر فاتحانہ نظر ڈالی سب کبوتروں کی طرح دبکے ہوئے سے نظر آرہے تھے اور خود ہم اپنی نظر میں اس وقت شہباز سدرہ نشین سے کچھ کم نہ تھے بلکہ ہمیں اپنے بارے میں کچھ زیادہ ہی زعم تھا کہ ایک کرم فرما نے یوں گوہر افشانی شروع کی کہ یہ مضمون بہت ہی خوبصورت، بڑا ہی پر معانی ہے کیا الفاظ! کیا مطالب! ہر لحاظ سے شاہکار ہے۔ یوں اس ادیب باتمیز نے ہمارے مضمون کی

تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیے۔

ہمارا دل باغ باغ ہو گیا اور واہ واہ کر اٹھا دل نے زور سے دعا دی کہ اللہ کرے زور زباں اور زیادہ۔ ہم یہ گفتگو یعنی اپنی تعریف سن رہے تھے اور سر دھن رہے تھے کہ اتنے میں اس کرم فرما بلکہ ستم ظریف نے زور سے کہا لیکن...... ہم نے سوچا کہ ہمارا دوست اب کہے گا...... لیکن زمانہ اس قدر سفلہ پرور، دانشور ناشناس ہے کہ ایسے گوہر نایاب بلکہ گدڑی میں لعل کی قیمت نہیں پہچانتا، قدر نہیں کرتا۔ یوں زمانے کے خلاف لعنت و ملامت ہوگی اور ہماری اشک شوئی اور ہمت افزائی ہوگی لیکن......

لیکن کے بعد میرے کرم فرما نے فرمایا کہ مضمون مذکورہ میں الفاظ کا انتخاب بھونڈا سا ہے، تراکیب کی بندش بودی ہے اور مطالب کچھ بوسیدہ سے ہیں جو گوش حق نیوش کو ناگوار لگتے ہیں یہ سن کر ہم دم بخود سے رہ گئے کہ کیسا تنقیدی ''شب خون'' مارا ہے اتنے میں ایک دوسرے کرم فرما نے بڑے ہی خوبصورت انداز میں ہمارے مضمون کی تعریف و توصیف شروع کی تو کچھ ہماری جان میں جان آئی ہم نے سوچا کہ واقعی سچ، سچ ہوتا ہے اور اس دنیا میں حق گو انسانوں کی کمی نہیں ایسے ہی اللہ کے بندے جن سے حق گوئی اور بے باکی کی آبرو باقی ہے ہمارے دل کی زبان پکار اٹھی

بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو پھر کہیو کہ ہاں یوں ہو

مرحبا! سبحان اللہ! کیا بر وقت اور بر موقع بات کہی ہے تیری آواز مکے اور مدینے! لیکن ہمارے اس کرم فرما نے اچانک پینترا بدلا اور لیکن کا لفظ اس زور سے بولا کہ ہم ٹھٹک کر رہ گئے دل دھک دھک کرنے لگا کہ خدا خیر کرے پھر بھی ہم نے اس دل زار کو تسلی دی کہ اب یہ کرم فرما کہے گا لیکن میرے فاضل دوست نے جو تنقید کی ہے وہ بالکل بے جا ہے نا روا ہے متعصبانہ اور جاہلانہ ہے بلکہ تنقید نہیں تنقیص ہے یا تنقید برائے تنقید ہے۔ لیکن جلد ہی ہماری امیدوں پر پانی پھر گیا اور ہمارے کرم فرما نے فرمایا کہ سارا مضمون پھس پھسا سا ہے کیا الفاظ کیا مطالب کیا معانی غرض کوئی

چول سیدھی نہیں ان کی نظر میں یہ مضمون ''خود غلط، املا غلط، انشاء غلط بلکہ سراپا غلط کی صحیح اور سچی تصویر تھا'' ہمارے باقی کرم فرماؤں نے بھی اسی طرح پہلے ہمیں خوب اونچا اڑایا، گویا تھپ تھپایا بلکہ گلے سے لگایا کندھوں پر بٹھایا آنکھوں پر سجایا اور پھر ''لیکن......'' کا نعرہ مار کر زور سے زمین پر دے مارا۔

لیکن کے نعرے سے پہلے ہماری کیفیت کچھ یوں ہوتی تھی کہ اپنے فن کی تعریف میں ہم خوشی سے پھولے نہیں سما رہے ہیں باچھیں کھلی جارہی ہیں ہونٹوں پر مسکراہٹ ہے آنکھوں میں چمک ہے کانوں میں رس گھل رہا ہے لیکن ''لیکن......'' کے نعرے کے بعد ہماری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا تھا الفاظ نہیں بلکہ تیر تھے جو کانوں کے راستے سیدھے سینے میں بلکہ دل میں جگر میں گردے میں پھیپھڑوں تک میں پیوست ہو رہے تھے۔

اس صورتحال سے بدحال ہو کر ہم نے ایک کرم فرما سے جس کی دوستی پر ہمیں کچھ بھروسہ تھا شکایت کے طور پر نہیں بلکہ فریاد کرتے ہوئے کہا اے شبلی ثانی! تیرے ہاتھ میں بھی پتھر ہے اور ہمارے اس دوست نے آگ بگولہ ہو کر فرمایا کہ یہ مجلس تنقید ہے خالہ جی کا گھر نہیں۔ یہاں کسی کی رعایت نہیں ہوتی یہاں کوئی رسم مروت نہیں چلتی اس کھیل میں شریک ہوئے ہو تو اس کے آداب سیکھو ان سے عہدہ برآ ہونے کا حوصلہ بھی رکھو اور نتائج بھی بھگتو تمہیں کس حکیم نے کہا تھا کہ ضرور مضمون لکھو اور اسے مجلس تنقید میں پڑھو اس کی صلواتیں سن کر ہمیں یوں محسوس ہوا کہ جیسے ہم کسی افسر بالا کو رشوت دیتے ہوئے انسداد رشوت ستانی کے عملہ کے ہاتھوں رنگے ہاتھ پکڑے گئے ہوں۔

ہم اس بے کسی کے عالم میں ہر ایک کرم فرما کی طرف دیکھ رہے تھے اور ہر ایک اپنی زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ جرم کیا ہے تو سزا بھی بھگتو اور یہ بندہ عاجز ایک ایسی بھیگی بلی بنا بیٹھا تھا جس میں گربہ عاجز بننے کی بھی سکت نہیں تھی ......نہ بھاگنے کی طاقت نہ صلواتیں سننے کی تاب اور

یوں اس روز بلکہ اس گھڑی اس مثل ''نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن'' کے معنی ہم پر صحیح طور پر واضح ہوئے اسی کے ساتھ ''لیکن'' کے استعمال کی بھی نئی جہتیں روشن ہوئیں اور معاً یاد آیا کہ ہمارے ایک دوست نے بھی ''لیکن'' بڑی خوب صورتی سے استعمال کی تھا جب ہم نے اس سے ایک پنسل مانگی تھی تو اس نے بڑی سادگی سے کہا تھا کہ آپ کے لیے جان حاضر ہے لیکن...... یہ پنسل میں نہیں دے سکتا۔

اسی طرح ایک بزرگ سے سنا تھا کہ ہلاکو خاں نے اپنے ایک وفادار جاں نثار جرنیل کے بارے میں غصے میں حکم دیا کہ اسے بھوکے شیروں کے سامنے ڈال دیا جائے اس بے چارے نے اپنی وفاداری کے اعتماد پر ہلاکو خان سے کہا کہ خان اعظم! یہ غلام سرکار والا کا بڑا ہی وفادار جاں نثار ساتھی ہے میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کیجیے ورنہ آسمانی روحیں اور خدائے ذوالجلال آپ سے ناراض ہو جائے گا۔ ہلاکو خان بولا تم سچ کہتے ہو تم ہمارے بڑے وفادار جاں نثار جرنیل ہو ''لیکن......'' ما بدولت اس وقت غصے اور جلال میں ہیں اور ہمیں خداوند نے اسی حالت میں پیدا کیا تھا یعنی سزا بھگتنی ہی ہوگی۔

اسی طرح کہتے ہیں جب ایک طاقتور ملک نے ایک چھوٹے سے پڑوسی ملک پر حملہ کیا تو جس کے ساتھ باہمی امن و دوستی کا معاہدہ تھا تو اس چھوٹے ملک کے سفیر نے بڑے ملک کے بادشاہ کے دربار میں جا کر کہا کہ ہم میں تو دوستی اور امن کا معاہدہ ہے آپ ہم پر کیوں حملہ آور ہو گئے؟ اس طاقت ور ملک کے بادشاہ نے بھی ''لیکن'' کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے کہا ہم جانتے ہیں، ہم میں اور تم میں امن کا معاہدہ ہے لیکن......تم جانتے ہی ہو کہ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ امن دوستی کے معاہدے وہاں ہوتے ہیں جہاں فریق برابر کے ہوں طاقتور کا جو جی میں آتا ہے کرتا ہے اور کمزور کو برداشت کرنا ہوتا ہے اسے برداشت کرنا ہی پڑتا ہے ____ میر صاحب کہنے لگے کہ افسوس! اس ''لیکن'' نے ایک عظیم اہل قلم کا خون کر دیا۔

مولانا صاحب !السلام علیکم !

کچھ دنوں سے ہم چند بہنوں کے درمیان ایک مسئلہ زیر بحث ہے میری بعض بہنوں کا کہنا ہے کہ عورت اپنے سر کے بال نہیں کٹوا سکتی جبکہ میرا مائنڈ یہ کہتا ہے کہ ان کو جیسے بھی سنوارا اور کاٹا جائے اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ کوئی اتنا بڑا جرم نہیں۔ اسلامی نقطہ نگاہ سے اس مسئلہ کا حل کیا ہے؟ (شہناز فرخ، خانیوال)

جواب: بہن! آپ کو ان جیسے مسائل میں الجھنا روا نہیں اور شرعی مسائل پر اپنے مائنڈ سے فیصلے کرنا بہت خطرناک بات ہے جہاں تک آپ نے یہ پوچھا کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے اس مسئلہ کا کیا حل ہے؟ تو وہ یہ ہے کہ عورت اپنے سر کے بال بالکل نہیں کٹوا سکتی۔ ایک حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو اپنے سروں کے بال کٹواتی ہیں لہذا اپنی عقل کے بجائے نبی ﷺ کے حکم کی تابعداری کریں اور موجب لعنت کاموں سے بچ جائیں۔ واللہ اعلم

محترم مولانا صاحب!

السلام علیکم

کیا عورت اپنے رخصت کے ایام میں (بحالت حیض یا نفاس) قرآن کریم کو ہاتھ لگا سکتی ہے پہلے ہم نے یہ سن رکھا تھا کہ ایسی حالت میں عورت کا قرآن کریم کو پڑھنا اور ہاتھ لگانا درست نہیں کچھ دنوں پہلے ٹی وی پر ایک مشہور مذہبی اسکالر...... نے اس بات کی تردید کی اور کہا کہ عورت ایسی حالت میں بھی جبکہ اس کے حیض یا نفاس کے دن ہوں قرآن کریم کو پڑھ بھی سکتی ہے اور اس کو ہاتھ سے پکڑ بھی سکتی ہے۔ پلیز اس کا صحیح حل بتائیں کہ ہم کیا کریں؟

(ماہ نور، دینہ)

جواب: محترمہ! آپ نے جس مسئلہ کی وضاحت چاہی ہے وہ تمام اہل اسلام کے ہاں متفقہ مسئلہ ہے کہ عورت جب حیض یا نفاس کے دنوں میں ہو تو اس کا قرآن کریم کو مَس کرنا (چھونا) جائز نہیں۔ اس مسئلہ میں حکم قرآنی کے ساتھ ساتھ احادیث کثیرہ بھی موجود ہیں جن سے یہ مسئلہ با آسانی سمجھ آ سکتا ہے اس کے علاوہ تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت کا ایسی حالت میں قرآن کریم کو پڑھنا اور چھونا دونوں جائز نہیں۔

باقی آپ نے جس ''مذہبی اسکالر'' کا نام لیا ہے ان کے بعض دیگر مسائل بھی تمام اہل السنۃ والجماعۃ کے مسائل کے خلاف اور متصادم ہیں ہمارے لیے مسائل شرعیہ کا جو حل قرآن وسنت اور اہل اسلام کے اجماع سے ثابت ہے اسی کو ماننا ضروری اور لازم ہے۔

آپ ﷺ کے دور مبارک سے لیکر آج تک امت مسلمہ کے تمام لوگوں کا موقف اور نظریہ وہی تھا اور اب بھی وہی ہے جس کے بارے میں آپ نے اپنے سوال میں لکھا: ''ایسی حالت میں عورت کا قرآن کریم کو پڑھنا اور ہاتھ لگانا درست نہیں۔'' لہذا دور حاضر کے ان تمام مذہبی اسکالرز جن کے مسائل اور نظریات سے اہل اسلام کے مسائل ونظریات کے متصادم ہوں، ان سے بچنا لازم ہے۔ میں ایک گزارش ان تمام ''مذہبی اسکالرز'' کی خدمت میں بھی کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بھی لوگوں کو دین کے وہی مسائل اور انہی نظریات کی تعلیم سے بہرہ ور کریں جو اہل اسلام کے ہاں صحیح متفق علیہ اور معمول بہا ہیں۔ نئی نئی باتیں بنا کے اور ان کو ''اسلام کا درجہ'' دے کر خود بھی گمراہ نہ بنیں اور عوام کو بھی اس سے بچائیں یہ ان کا اپنی ذات پر بھی احسان ہوگا اور عوام کی نجات کا ذریعہ بھی۔ واللہ اعلم

مولانا صاحب!

مسلمان عورتوں کا ایک دوسرے کو سلام کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ صرف منہ سے السلام علیکم کہہ دیں یا ہاتھ بھی ملائیں؟ (منور انور تابش، بہاولنگر)

جواب: دونوں طرح سلام کیا جا سکتا ہے۔

Settings\Rizwan\Desktop\12.tif not found.

سالہا سال کا سفر طے کرنے کے بعد دنیا جنگ کے نئے طریقوں سے آشنا ہوگئی ہے۔
کبھی وہ وقت تھا جب تیر وتلوار سے فتح وشکست کے فیصلے ہوتے تھے پھر منجنیق اور آگ کے گولے برسانے والی مشینیں آئیں رفتہ رفتہ دنیا گولی سے آشنا ہوئی اور پھر ایک بٹن دبا کر جاپانیوں کی نسلیں تباہ کرنے تک آپہنچی مگر اکیسویں صدی کے آغاز سے دنیا کو ایک نیا میدان جنگ ملا ہے اس کا اسلحہ نا آشنا اور اس کی حکمت عملی عجیب وغریب ہے، یہ میدان جنگ ''انٹرنیٹ'' کہلاتا ہے۔ اس کے ہتھیار گولہ بارود نہیں ''ماؤس'' اور ''کی بورڈ'' ہیں یہ جنگ تپتے ہوئے صحراؤں میں داد شجاعت دے کر نہیں جیتی جاتی بلکہ اے سی کمروں میں بیٹھ کر دماغ کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر کامرانی حاصل کی جاتی ہے۔ یہ جنگ عالمی سطح پر چھڑ چکی ہے وہ ممالک جو دوبدو ایک دوسرے پر حملہ نہیں کرسکتے وہ اس الیکٹرونک جنگ کے ذریعے دشمن کو کچوکے لگا رہے ہیں۔
ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے امریکا کے انتہائی خفیہ پروگرام کو ہیک کرلیا گیا۔ پینٹا گون کے اسلحہ پروگرام تک ہیکرز نے رسائی حاصل کی اور اسے سبوتاژ کردیا امریکی اخبار ''وال اسٹریٹ جنرل'' کے مطابق جس پروگرام کو تباہ کیا گیا وہ امریکا کے نئے تباہ کن جنگی جہازوں سے متعلق تھا ان جہازوں پر 300 ارب ڈالر سے زیادہ لاگت آنی تھی امریکی حکام کا دعویٰ تھا کہ جنگی طیاروں کا یہ پروگرام امریکی تاریخ کا انتہائی خفیہ منصوبہ تھا ''جوائنٹ اسٹرائک فائٹر'' طیاروں کے ان منصوبوں تک ہیکرز نے رسائی حاصل کی اور پورے پروگرام کو آشکارا کردیا امریکا کے خفیہ اداروں کا خیال ہے کہ اس کارروائی کے پیچھے چین کا ہاتھ ہوسکتا ہے کیونکہ چین ہی آئی ٹی کی دنیا میں اس قدر آگے ہے کہ وہ امریکا کے اس خفیہ پروگرام تک پہنچ سکتا ہے۔
ابھی کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے ''محیط'' نامی مشہور عربی ویب سائٹ نے ایک سروے

کیا۔ سروے میں یہ سوال پوچھا گیا کہ کیا مستقبل کی جنگیں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر لڑی جائیں گی؟ اس سروے کا نتیجہ کچھ یوں تھا کہ 74.54 فیصد افراد نے کہا مستقبل کی جنگیں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعے جیتی جائیں گی صرف 6.20 فیصد نے اس خیال کو غلط قرار دیا۔ اسرائیل وحماس کے درمیان ہونے والی جنگ میں بھی یہ ہتھیار بہت زیادہ استعمال کیا جارہا ہے۔
دوسری طرف حماس کے کارکن بھی اس جنگ میں پیچھے نہیں رہے۔ اسرائیلی اخبار ''یدیعوت احرونوت'' کے مطابق اسرائیل کی سرکاری ویب سائٹس پر قبضہ کرکے ان پر حماس کے حق میں نعرے لکھ دیے گئے حماس کے صرف ایک گروپ نے ایک سال میں 850 اسرائیلی ویب سائٹس کو تباہ کیا۔ حماس ہی کے WFD نامی ہیکرز کے گروپ نے اسرائیل کی بہت سی ویب سائٹس کو ہدف بنایا القدس میں اسرائیلی عبرانی یونیورسٹی اور نیوزی لینڈ میں اسرائیلی سفارت خانے کی ویب سائٹ کو WFD نے تباہ کیا ADI نامی اسرائیل ویب سائٹ اور اسرائیلی فوج کی ویب سائٹس بھی WFD نے ہیک کرلی۔ عربوں نے بہت سی یہودی ویب سائٹس تباہ کی ہیں۔ ''یدیعوت احرنوت'' کو اسرائیل کا سب سے بڑا اخبار سمجھا جاتا ہے اس اخبار کی ویب سائٹ بھی حماس کے مجاہدین سے محفوظ نہیں رہی انہوں نے ویب سائٹ پر شہید فلسطینی بچوں کی تصویریں رکھ دیں۔ ''معاریف'' بھی اسرائیل کا مشہور جریدہ ہے اس کا حشر بھی ''یدیعوت احرنوت'' سے مختلف نہیں۔

''بینک ڈسکاؤنٹ اسرائیل'' کی ویب سائٹ بھی مجاہدین کی کارروائیوں کی زد میں آئی۔ چنانچہ اس پر فلسطینیوں کی مدد کے پیغامات رکھ دیے گئے ''یوٹیوب'' کو دنیا کی سب سے بڑی ویڈیو شیئرنگ ویب سائٹ ہونے کا دعویٰ ہے اس پر آنے والا کوئی بھی کلپ منٹوں میں دنیا بھر میں دیکھا جاتا ہے اس ویب سائٹ کو میدان جنگ کے طور پر استعمال کیا حماس نے اس پر سینکڑوں کلپ اپ لوڈ کیے جن میں اسرائیلی سربریت کو دکھایا گیا۔ اسرائیل نے ترکی بہ ترکی جواب کے طور پر چھوٹی ویڈیوز تیار کرکے ''یوٹیوب'' پر ڈال دیں۔

ترکی بھی اس جنگ میں فلسطین کی مدد کے لیے دوڑ پڑا ''اولڈ یز ٹائم'' نامی ترکی کے گروپ نے اسرائیلی ویورپی بے شمار سائٹس کو تباہ کیا مصر اور عرب کے کئی افراد نے مل کر ''یوٹیوب'' کی جگہ ''فلسطینی ٹیوب'' بناڈالی اس پر اسرائیلی جارحیت کے بے شمار ثبوت رکھ دیے۔ ویڈیوز کے ساتھ ساتھ ''بلاگز'' بھی اہمیت کے حامل ہیں ان بلاگز پر مختلف موضوعات پر بحث ومباحثے ہوتے ہیں۔ ''فیس بک'' کو اعزاز حاصل ہے کہ اس پر دنیا کے کروڑوں افراد آپس میں رابطہ کرتے ہیں۔ Twitter بھی اسی طرح کی ایک سائٹ ہے جس پر مختلف کمیونٹیز ایک دوسرے سے رابطہ کرتی ہیں اس پر مختلف موضوعات پر مباحث ہوتے ہیں ایک بار فلسطین سے متعلق ایک مباحثے میں دنیا سے 3000 ہزار لوگوں نے بیک وقت حصہ لیا ''ادعم اسرائیل'' نامی ایک گروپ نے چند دنوں میں دنیا بھر سے 80 ہزار افراد سے بات کی اور انہیں حماس کے خلاف تیار کیا۔

استخارہ کا مفہوم: استخارہ کا مطلب ہے خیر طلب کرنا، بھلائی چاہنا۔ شریعت اسلامیہ نے یہ تعلیم دی ہے کہ جب بھی کوئی اہم کام درپیش ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں خیر اور بہتری والی صورت ظاہر کر دینے کی دعا کی جائے کیونکہ ہر کام کے کئی پہلو ہوتے ہیں ان میں سے کچھ پہلو انسان کے لیے بہتر ہوتے ہیں اور کچھ بہتر نہیں ہوتے اسی طرح بسا اوقات انسان کسی چیز کو اپنے لیے بہتر خیال کرتا ہے حالانکہ نتائج کے اعتبار سے اس میں نقصان ہی نقصان ہوتا ہے انسان کی عقل ناقص ہے اور اپنے نفع ونقصان کا کما حقہ ادراک نہیں کر سکتی مستقبل میں پیش آنے والے واقعات اور دیگر امور انسانی عقل سے ماوراء ہیں اس لیے کوئی بھی اہم کام کرنے سے پہلے جہاں دوسرے صاحب فہم وفراست افراد سے مشورہ لینا ضروری ہے اور اس کا شریعت میں باقاعدہ حکم دیا گیا ہے۔

اسی طرح کسی بھی اہم معاملہ میں اللہ سے خیر اور بھلائی والی صورت ظاہر کر دینے کی دعا کا بھی حکم موجود ہے لہٰذا استخارہ کا معنی یہ ہوا کہ بندہ اپنے رب سے یہ دعا کرے کہ یا اللہ! اگر اس معاملے میں میرے لیے بہتری ہے تو اسے مجھ پر ظاہر فرما دیں۔

استخارہ کا طریقہ: عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھیں اور سلام کے بعد یہ دعا کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡتَخِیۡرُکَ بِعِلۡمِکَ وَاَسۡتَقۡدِرُکَ بِقُدۡرَتِکَ وَاَسۡئَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ الۡعَظِیۡمِ فَاِنَّکَ تَقۡدِرُ وَلَا اَقۡدِرُ وَتَعۡلَمُ وَلَا اَعۡلَمُ وَاَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ اَللّٰھُمَّ اِنۡ کُنۡتَ تَعۡلَمُ اَنَّ ھٰذَا الۡاَمۡرَ خَیۡرٌ لِّیۡ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَمَعَاشِیۡ وَعَاقِبَۃِ اَمۡرِیۡ اَوۡ عَاجِلِ

اَمْرِیْ وَاٰجِلِه فَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِه فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ ثُمَّ یَسِّرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِه

اس دعا کے بعد بڑی لجاجت اور خشوع وخضوع کے ساتھ اپنی حاجت کا نام لیں اور اس میں بہتر صورت اور فائدے کے پہلو کو ظاہر کرنے کی دعا مانگیں اس کے بعد یَــــا خَبِیْـــرُ اَخْبِــرْنِــیْ یَا عَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ پڑھتے پڑھتے دائیں کروٹ پر لیٹ جائیں اور جب تک نیند نہ آئے یہی پڑھتی رہیں ان شاءاللہ جو صورت بہتر ہوگی خواب میں نظر آجائے گی۔

چند غلط فہمیوں کا ازالہ:

☆ اپنا استخارہ خود کرنا چاہیے۔

☆ بعض لوگ فون پر دوسروں کے لیے استخارہ کرتے ہیں یہ درست نہیں اس کو مشورہ تو کہا جا سکتا ہے استخارہ نہیں۔

☆ ضروری نہیں کہ خواب میں کوئی بزرگ یا فرشتہ نظر آئے اور یوں کہے یہ کام کرلو یا یہ کام نہ کرو بلکہ اگر استخارہ کے بعد کوئی اچھا خواب نظر آئے یا دل مطمئن ہوجائے تو وہ کام کر لینا چاہیے اس میں ان شاءاللہ بہتری اور خیر ہوگی۔

☆ بہتر ہے کہ استخارہ کے بعد جو کچھ نظر آئے کسی اللہ والے کو بتا کر ان سے پوچھ لیا جائے۔

☆ شریعت کے احکام کے بارے میں یوں استخارہ نہ کریں کہ ''کروں یا نہ کروں؟'' مثلاً ''حج کروں یا نہ کروں''؟ ان معاملات میں اس طرح استخارہ کرنا چاہیے کہ ''فلاں کمپنی کے ساتھ حج کی بکنگ کروائیں یا کسی اور کمپنی کے ساتھ؟''

☆ اگر شادی کے بارے میں استخارہ کریں اور استخارہ میں اس جگہ شادی کرنے میں بہتری نظر نہ آئے تو ان لوگوں کے بارے میں اپنے دل میں کوئی غلط فہمی پیدا نہ کریں اس کے بجائے حسن ظن سے کام لیں اور احسن انداز میں معذرت کر لیں۔

گیارہ سالہ ارم شاہزیب کو چپ کرواتے ہلکان ہوئی جارہی تھی اور شاہزیب تھا کہ منہ میں زبان نہیں ڈال رہا تھا۔ گھر کی حالت دیکھ کر لگتا تھا جیسے اچانک فوتگی کی خبر سنکر اہل خانہ بھاگم بھاگ چلے گئے اور مہینوں بعد آ کر گھر کھولا تو گھر دھول گرد غبار سے اٹا ہوا تھا، گندے بستر، بکھری چیزیں اور برتنوں سے بھرا سنک گھر والی کی توجہ سے محروم تھا۔

ماجد رات کو جب گھر واپس آیا تو اپنی یتیم بھانجی ارم کو جو سارا دن شازیہ کی غیر موجودگی میں شاہزیب کو گود میں لادے رہتی اور ماں کی عدم توجہ کی وجہ سے دبلے پتلے چڑچڑے شاہزیب کو دیکھ کر آپے سے باہر ہوگیا۔ آج اس نے یہ فیصلہ کرنے میں ذرا تامل سے کام نہ لیا کہ وہ شازیہ کو اسکی ضد کے باوجود سبق سکھا کر رہے گا کیونکہ پونے دو سال ہوگئے تھے اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے لیکن وہ سمجھتی تھی کہ ماجد کو تو ویسے ہی برداشت نہیں ہوتا کہ میں اس سے زیادہ کماتی ہوں اور میرا حلقہ احباب اس سے زیادہ وسیع ہے اور پھر میرے پڑھنے کا کیا فائدہ؟ اگر میں بھی جاہل عورتوں کی طرح برتن مانجھتے اور پوچے لگاتے زندگی بتا دوں۔ ہرگز نہیں! یہ تو اپنی پڑھائی کو ضائع کرنے والی بات ہے۔

ادھر ماجد پچھتا رہا تھا کہ کونسی بری گھڑی تھی جب اس نے نوکری کرنے والی لڑکی سے شادی کی حامی بھری تھی اور نوکری بھی نجی ٹرانسپورٹ کمپنی میں ہوسٹس کی، اس سے تو اچھا تھا وہ کسی سیدھی سادی دیہاتی لڑکی سے شادی کر لیتا جو اس کی ماں کی طرح گھر کو صاف ستھرا رکھنے کے ساتھ ساتھ اس کی خدمت کرتی اور محبتیں نچھاور کرتے نہ تھکتی۔ کیونکہ اس نے اپنے ابا جان کے ایسے ہی عیش دیکھے تھے اور وہ اس خیال میں تھا کہ ایک ان پڑھ عورت ایسی ہوسکتی ہے تو پڑھی لکھی تو اس بدرجہا بہتر ہوگی لیکن یہاں تو گنگا ہی الٹی بہہ رہی تھی۔

ماجد بازار سے دودھ اور کھانا لے کر آیا تو ارم اور شاہزیب اس کے آنے تک بھوکے ہی سو چکے تھے۔ ارم شاہزیب کو تھپکتے تھپکتے بیڈ پر بیٹھی بیٹھی نیند سے بے بس ہو کر ایک طرف کو کمبل پر لڑھکی ہوئی تھی اور شاہزیب آدھا اس کی گود میں تھا اور اس کے پاؤں بیڈ سے نیچے لٹک رہے تھے۔ ماجد نے دونوں کو اٹھا کر سیدھا کیا اور ان پر کمبل اوڑھا کے کچن میں آ کر دودھ ابالنے لگا۔ ادھر ماجد اپنی پریشانیوں کے بھنور میں تھا ادھر دودھ ابل ابل کر پتیلی خالی ہو چکی تھی۔

اسے رہ رہ کر آج شازیہ پر غصہ آ رہا تھا ساڑھے گیارہ کے قریب وقت تھا جب شازیہ نے بیل بجائی تو ماجد دروازہ کھولنے گیا، ''ہیلو! کیسے ہیں آپ؟'' شازیہ نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور پرس صوفے پر پھینک کر واش روم میں چلی گئی۔ ہاتھ منہ دھو کر نکلی ہی تھی کہ اس کا موبائل بج اٹھا تو وہ اپنی کولیگ، جو آج چھٹی پر تھی، اس سے باتوں میں مصروف ہوگئی گپ شپ کے بعد جب اس نے ماجد کو سوچوں میں گم دیکھا تو بولی ''کیا بات ہے آج پریشان ہیں کوئی خاص بات ہوئی ہے؟''

''نہیں نہ کوئی خاص بات ہے اور نہ کوئی نئی بات، ہے بھی عام اور ہے اور پرانی، لیکن آج دوٹوک بات، صرف دو لفظوں، میں اس سے زیادہ کچھ نہیں میں سنوں گا میں آج کسی فیصلے پر پہنچنا چاہتا ہوں، بس! میری برداشت جواب دے گئی ہے۔''

''ماجد ہوا کیا ہے کیوں اس طرح ہو رہے ہو؟ تمہیں اس بات کا احساس نہیں ہے کہ میں سارا دن کی تھکی ہاری ہوئی آتی ہوں، بس ہوسٹس کی نوکری میں لوگوں کے سامنے مصنوعی مسکراہٹیں بکھیرتے اور سر! میڈم! کہتے ہوئے اور سرونگ کرتے کرتے بس ہو جاتی ہے اور گھر آؤ تو جناب کہتے ہیں ان کی چاکری کروں مسکراتی ان کے آگے پیچھے پھروں اور پکوان بنا بنا کر پیش کروں اور بچے کو لوریاں سناؤں، ناں بابا ناں! اتنی ہمت میرے اندر نہیں ہے۔''

''بس کرو شازیہ بس بہت ہوگئی، الٹا چور کو توال کو ڈانٹے قصوروار خود ہو اور چڑھائی مجھ پر کر رہی ہو بتاؤ بچے سنبھالنا ماں کی ذمہ داری نہیں تو اور کس کی ہے؟ گھر کی دیکھ بھال تمہاری نہیں تو

اور کس کی ذمہ داری ہے؟ خاوند کی خدمت تو ایک طرف تم تو ایک بار مسکرا کر دیکھنے کی روادار نہیں ہو کہ تم سارا دن لوگوں کو مسکراہٹیں نچھاور کر کے تھک جاتی ہو بتاؤ تمہاری تعلیم تمہیں یہ سبق تو ہرگز نہیں دیتی ناں کہ تم اپنے فرائض کو گول کر دو اور جو تمہارا ذاتی شوق ہے اسے اپنے اوپر حاوی کر لو۔

عورت تو گھر کو جنت بنا دیتی ہے۔ تم نے اسے ایک کباڑ خانہ اور صرف ایک سرائے سمجھا ہوا ہے اور شوہر کو تم صرف اس حد تک حیثیت دیتی ہو کہ تم فلاں کی منکوحہ ہو۔ دیکھو اور اچھی طرح سے غور کرو کیا تم درست کر رہی ہو؟

ماجد یہ کہہ رہا تھا اور شازیہ کا سر ندامت سے جھکا جا رہا تھا، گود میں رکھے ہاتھوں پر آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے اور وہ سوچ رہی تھی کہ واقعی! حقیقی تعلیم عورت کو چراغ خانہ بناتی ہے نہ کہ شمع محفل۔

Settings\Rizwan\Desktop\21.tif not found.

سوال نمبر۱: آپ ﷺ کا نامہ مبارک لے کر شاہ مصر مقوقس کی طرف کون سے صحابی گئے تھے؟

سوال نمبر۲: جدید رسم الخط ''خط کمال'' کس کی تخلیق ہے؟

سوال نمبر۳: سائنسی اصطلاح میں کائنات کے مطالعے کو کیا کہا جاتا ہے؟

سوال نمبر۴: دنیا کی گہری ترین جھیل کا نام بتادیں؟

سوال نمبر۵: مینار پاکستان لاہور کی بلندی کتنے میٹر، کتنے فٹ اور کتنے انچ ہے؟

سوال نمبر۶: شکوہ جواب شکوہ تو علامہ اقبال کی نظمیں ہیں، ''شکوۂ ہند'' کس کی نظم ہے؟

سوال نمبر۷: اس کمسن مسلمان جرنیل کا نام بتائیں جس نے ۷۱۱ء میں اسپین کو فتح کیا تھا؟

سوال نمبر۸: ''پاکستان کالج'' پاکستان کے کس شہر میں واقع ہے؟

سوال نمبر۹: مشرقی پاکستان میں سب سے پہلے پاکستانی پرچم لہرانے والے محدث کا نام کیا ہے؟

سوال نمبر۱۰: پاکستان کا سب سے بڑا ریگستانی علاقہ کون سا ہے؟

اس دفعہ کی ہماری winner ہیں اہلیہ کفایت اللہ (چونیاں ،قصور) جنہوں نے 10 میں سے 9 سوالوں کے صحیح جوابات دے کر یہ مقابلہ جیت لیا ہے۔ادارہ ان کو ان کی اس محنت اور اچھی کاوش پر مبارکباد کے ساتھ انعامی کتب بھی پیش کر رہا ہے۔

یاد رہے کہ انہوں نے سوال نمبر 9 کا جواب غلط لکھا ہے۔

سابقہ سوالات کے جوابات:

(۱) سن دو ہجری (۲) عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سعد بن خثیمہ رضی اللہ عنہ، عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ، مہجع مولی عمر رضی اللہ عنہ، حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ (۳) پولوس

(۴) حضرت نوح علیہ السلام

(۵) کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(۶) شاہ عبدالقادر، موضح القرآن (۷) افغانستان اور تاجکستان (۸) نو کروڑ تیس لاکھ میل (تقریباً) (۹) ایک کلو، تین کلو، نو کلو اور ستائیس کلو۔ مثلاً اگر آپ پچیس کلو تولنا چاہیں تو ستائیس کلو اور ایک کلو کے باٹ ایک طرف رکھ دیں اور دوسری طرف تین کلو کا باٹ رکھ کر پچیس کلو کا وزن پورا کر لیں۔

(۱۰) اصل کے اعتبار سے فرانسیسی لفظ ہے، چند صدیوں سے اس کا استعمال انگریزی میں بھی ہونے لگا ہے۔

نوٹ: 15 مارچ تک جوابات کا پہنچنا لازمی ہے بصورت دیگر آپ کا نام قرعہ اندازی میں شامل نہیں ہو سکے گا۔

مضامین بھیجنے والے متوجہ ہوں

مضمون لکھتے وقت خیال کریں کہ............

☆ معاشرہ کی ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے مضمون کا انتخاب کریں

☆ صاف ستھرا لکھیں

☆ کاغذ کی ایک طرف اور ایک سطر چھوڑ کر تحریر کریں

☆ تحریر میں سنجیدگی ہو

☆ سیاسی تبصروں سے بالکل خالی ہو

☆ تخلیقی ہو، دوسرے رسائل سے ہو بہو نقل نا قابل اشاعت متصور ہوگی

☆ کسی جگہ سے منقول ہو تو اس کا حوالہ بھی ضروری ہے ورنہ......آپ کو تین ماہ تک بلیک لسٹ قرار دے دیا جائے گا۔

آج پروفیسر عانیہ کی بہن کو آنا تھا اس لیے وہ جلدی گھر جانے کے موڈ میں تھی۔ آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ کس طرح اس دنیا کی دوڑ میں دوڑتی ہوئی اپنے گھر والوں کو بھول گئی تھی وہ چھ سال بعد اپنی اس لاڈلی بہن سے ملے گی جس سے وہ چھ گھنٹے بھی دور رہنے کا تصور نہیں کر سکتی تھی۔

نجانے کیوں آج اسے بار بار بابا کی نصیحتیں یاد آ رہی تھیں اس کے والد نہایت متقی شخص تھے اور وہ اکثر کہا کرتے تھے بیٹا! ہر شخص اس دنیا کو فتح کرنے کی فکر میں ہے مگر یہ کسی سے بھی فتح نہیں ہو گی۔ عانیہ کو اپنے دل پر بھاری بوجھ محسوس ہو رہا تھا وہ ان یادوں کے بھنور سے نکلنا چاہتی تھی مگر ناممکن......وہ محسوس کر رہی تھی کہ وہ چھوٹی سی بچی بن گئی ہو اور اپنے بابا کی گود میں بیٹھی ہو...... بابا کہہ رہے تھے ''بیٹا! یہ دنیا میٹھی اور سرسبز و شاداب ہے جو اس کی طرف بڑھتا ہے وہ اسے اپنی رنگینیوں میں چھپا لیتی ہے۔''

عانیہ اس وقت سٹاف روم میں اکیلی بیٹھی تھی اور آنسو تھے کہ رکنے کا نام ہی نہ لیتے تھے اس کا جی چاہا کہ کاش وہ ہمیشہ اپنے بابا کے پاس رہتی اور اس دنیا کو کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتی۔ اتنے میں کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی، وہ جلدی سے چہرہ صاف کر کے رجسٹر کھول کر اسے دیکھنے لگی۔

''عانیہ! کیا کر رہی ہو؟'' پرنسپل صاحبہ پوچھنے لگیں

''وہ......میں ناں گھر جا رہی تھی بس یونہی ادھر آ بیٹھی کچھ خاص نہیں بس سر میں درد ہے۔''

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد وہ اجازت لے کر Good by کہتی ہوئی پارکنگ کی طرف چلی آئی۔ اسے لگا جیسے پیچھے سے آواز آئی ''بیٹا میں نے تمہیں پہلے بھی ایک بار بتایا تھا

کہ السلام علیکم کہا کرو'

گاڑی نکالتے ہوئے اس نے ان یادوں کو ایک بار پھر جھٹکنا چاہا مگر ندارد

''بیٹا مجھے سب سے بری عورت وہ لگتی ہے جو کہ چار دیواری سے نکل کر باہر سڑکوں پر بلا وجہ گاڑی دوڑاتی پھرے۔''

یا اللہ! یہ آج پندرہ سال بعد مجھے بابا کی یاد کیوں آ رہی ہے؟ کیا بابا مجھے زندگی کے ہر موڑ کی نصیحت کر گئے ہیں؟

گاڑی چلانے میں جو احتیاط درکار تھی اس کے باوجود وہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہ پا سکی

☆☆☆

''ماما! خالہ آئی ہیں'' ماما، ماما چلاتی ہوئی ننھی حمنہ کچن میں دوڑے چلی آئی۔ فارینہ سے ملتے ہوئے عانیہ کی آنکھوں سے دو آنسو نکلے اور دوپٹے میں جذب ہو گئے۔ بڑے اہتمام سے رات کا کھانا کھلانے کے بعد وہ بہن کے پاس باتیں کرنے بیٹھی تھی کہ پھر بابا کی نصیحتوں پہ بات آ رکی۔

''وہ......ہاں......یاد آیا......'' فارینہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

''جی باجو! کہیں کیا بات ہے؟ آپ کچھ کہنا چاہ رہی تھیں۔''

''وہ ناں......میں کہہ رہی تھی......کہ تمہارے گھر کا ماحول......'' باجو پھر رک گئیں۔

آپ کیا کہنا چاہتی ہیں ذرا کھل کے بات کریں مجھے سمجھ نہیں آ رہی......میرے گھر کا ماحول......کیا ہے اس ماحول کو؟

''وہ میں کہنا چاہتی ہوں کہ تمہارے گھر کا ماحول ویسا نہیں جیسی تمہاری تربیت کی گئی تھی۔''

''ہاں فارینہ باجو مجھے دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو کر پتہ ہی نہ چلا کہ میں کہاں پہنچ چکی ہوں لیکن دو تین دنوں سے مجھے یہ احساس ہو رہا ہے اور بابا بھی حد سے زیادہ یاد آ رہے ہیں لیکن......''

''لیکن کیا؟''

''وہ مم......میرے بچے ان سب چیزوں کے عادی ہو چکے ہیں وہ تو کارٹون دیکھے بغیر کھانا بھی

نہیں کھاتے پھر میری مصروفیت بھی ایسی ہی ہے۔''

''تمہارے بچے تو اس لیے ایسے ماحول کے عادی ہیں کہ تمہاری توجہ کے طالب ہیں اور رہی مصروفیت کی بات وہ تو تم خود ہی بڑھا رکھی ہے تمہیں کیا ضرورت پڑی تھی کی؟ حماد بھائی کی اچھی بھلی تو جاب ہے۔'' فارینہ باجو بڑے پیار سے بولیں

''ہاں یہ تو ہے۔'' وہ نہ چاہتے ہوئے بھی حقیقت کا اعتراف کر گئی

فارینہ تو اگلے دن چلی گئیں لیکن ایک نیا عزم اس کے اندر بیدار کر گئیں۔

☆☆☆

''بیٹا! کیا کر رہے ہو؟''

وہ خلاف معمول ماما کو اپنے کمرے میں دیکھ کر حیران ہوئے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے

اس نے دیکھا کہ سی ڈی پلیئر پہ کارٹون لگے ہیں جو بالکل فلم کی طرح تھے۔ آگے بڑھ کر سی ڈی پلیئر کو آف کیا اور بچوں کے پاس بیٹھ گئی

''آؤ بچو میں آپ کو کہانی سناؤں گی۔''

''کک......کیا؟ واقعی؟'' انہوں نے خوشی اور حیرت کے ملے جلے جذبات سے مختلف آوازیں نکالیں

''ہاں، لیکن پہلے کھانا''

کھانے کے بعد عانیہ نے دونوں بچوں کو نہایت پیار سے ''ممتا کی گود'' نامی کہانی سنائی۔ دونوں بچے اس کی گود میں تھے۔ وہ عزم کر چکی تھی کہ میں اپنے بچوں کو وہ بھولا سبق سکھاؤں گی جو میرے ماں باپ نے مجھے سکھایا تھا

''چلو بیٹا اب سونے کی دعا پڑھو

اللھم باسمک اموت واحیا''

عانیہ کو اپنی کمر پر بابا کی تھپکی سی محسوس ہوئی............

Settings\Rizwan\Desktop\26.tif not found.

میرے ایک بزرگ نے مجھ سے کہا

بیٹا! کبھی شہر خموشاں میں ٹھہر کر اس کا پیام بھی سنا کرو۔

اس سے آج بھی آواز آ رہی ہے وہی......جس کی خبر آخری نبی ﷺ نے دی تھی قبر جنت کے باغوں میں سے......ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا......کبھی کبھار ان قسمت کے ہارے لوگوں کی......نوائے حزیں بھی سن لیا کر......جو قبر کی آغوش میں برس ہا برس......سے سو رہے ہیں۔

دیکھو! ان میں حسین و جمیل بھی ہیں......عزت دار بھی......حشمت والے بھی......مال و زر والے بھی......کار بنگلے والے بھی......بزنس والے بھی......سرمایہ دار بھی......صاحب اقتدار بھی......علم والے بھی......جود وسخا والے بھی......شرم وحیا والے بھی......صوم وصلوۃ کے پابند بھی......حاجی بھی......اسی طرح بدصورت بھی......ذلیل وخوار بھی......فقر و تنگدستی والے......بے روزگار عوام بھی......علم سے کورے بھی......بخیل و کنجوس بھی......بے شرم و بے حیا بھی......نماز روزے سے غافل بھی......الغرض مسلم بھی......مشرک بھی......صالح بھی......فاجر بھی......اچھے بھی......برے بھی......ہر رنگ......ہر نسل......ہر تہذیب......ہر ثقافت والے......اسی قبر میں اکیلے سو رہے ہیں۔

میں کافر کی قبر پر گیا اور کہا بتلا! تیرے ساتھ کیا بیتی؟ وہ مجھے بتلانے لگا کہ ''قبر نے میرا کفن پھاڑ دیا بدن ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جسم کا خون چوس لیا گوشت قبر کی مٹی نے کھا لیا بدن کا ہر ہر جوڑ الگ ہو گیا کندھے بازوؤں سے الگ، بازو پہنچوں سے الگ، گھٹنے پنڈلیوں اور رانوں سے الگ، بال بکھر کر جھڑ گئے، ساری زندگی خدا کا انکاری اور منکر رہا اس کے نبی کی بات پر ایمان نہیں

لایا آج قبر کے اژدھے سانپ اور بچھو مجھے ڈس رہے ہیں آج مجھ کو چھڑانے والا کوئی نہیں اے کاش! میں اللہ کو ایک مان لیتا اور اس کے نبی پر ایمان لے آتا اے کاش! ہائے افسوس وائے ناکامی۔اب تو میری اولاد بھی مجھے آ کر ان سے نہیں چھڑا سکتی اب وہ نوکر چاکر بھی جو ہر وقت ’’حاضر ہوں صاحب‘‘ کہتے تھے، یہاں نہیں آتے مجھے دیکھ میں یہاں اکیلا ہوں اکیلا۔‘‘

میں ایک فاسق فاجر مسلمان کی قبر پر گیا اور پوچھا ’’بتلا! تیرے ساتھ کیا ہوا؟‘‘ اس نے دل دہلا دینے والی آواز میں کہا: ’’بھئی! قبر میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے، میرے گناہوں کا اندھیرا ظلم اور زیادتی کا اندھیرا میرا نازک بدن گل سڑ کر بدبودار ہو رہا ہے۔ یہاں کوئی بستر نہیں، کوئی نرم گرم مخملی گدے، نہیں کوئی آرام دہ تکیے نہیں اور خدا کی یہ مخلوق کیسی ہے؟ میں نے پہلی بار ان کی شکل دیکھی ہے یہ تو ’’لے دے‘‘ والا معاملہ سنتے تک بھی نہیں کہ چلو کچھ لے کر ہی جان بخشی کردیں۔اے کاش! میں خدا کے احکامات کو دنیا میں مان لیتا نماز کو وقت پر ادا کر لیتا تو میں بھی بچ سکتا تھا زکوۃ ادا کر دیتا تو یہ سانپ بچھو اور عجیب الخلقت حیوانات مجھے کچھ نہ کہتے اب اگر کچھ ملتا ہے تو صرف وہی جو میری اولاد آ کر مجھے ایصال ثواب کرتی ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں میں نے بے حد گناہ کیے تھے اور ان میں بعض گناہ تو بہت بڑے تھے اے کاش ایک دن بھی خدا کے خوف سے رو لیا ہوتا اے کاش!‘‘

میں ایک صالح مسلمان کی تربت پر حاضر ہوا میں نے پوچھا ’’قبر میں کیسی گذر رہی ہے؟‘‘ وہ کہنے لگا ’’اللہ کا خاص فضل ہے جنت کی کھڑکی کھول دی گئی تا حد نگاہ قبر کو وسعت دے دی گئی نماز اور تلاوت قرآن اور مستحق لوگوں کی اعانت آج عذاب قبر سے رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اعمال صالحہ جیسے کیسے تھے رب کریم نے اپنے فضل سے قبول کر لیے ہیں میں جب اس ’’نئے گھر‘‘ میں آیا تو ملائکہ نے مجھ سے کہا ’’نم کنومة العروس‘‘ سوجا! دلہن کی طرح سوجا۔قبر نے مجھ سے کہا زمین پر چلنے والوں میں سے سب سے اچھا مجھے تو لگتا تھا آج میں تیری میزبانی کرتی ہوں تجھ پر کوئی رنج والم نہیں۔تو نے خدا کی یاد میں جو چند قطرے بہائے تھے آج انہی قطروں نے

تیری دوزخ کی آگ بھی بجھا دی ہے دنیا میں چند ساعتیں تجھ پر مشکل بھی گذری تھیں اس کا اجر تو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔‘‘

آگے ہو کر میں اپنے حافظ قرآن بھائی کی آرام گاہ پر گیا اور پوچھا ’’بتلا! تیرے ساتھ کیا ہوا؟‘‘ کہنے لگا ’’بھائی جان! جس کتاب اور جس کلام کو میں نے راتوں کو جاگ کر پڑھا دن میں پڑھا اس کو مکمل یاد کیا روزانہ تلاوت کی آج اسی قرآن کی برکت ہے کہ میری قبر جنت کا باغ بنی ہوئی ہے۔‘‘

مجھے اس دشت کی سیاحی میں کافی دیر ہو چکی تھی مرد، عورت، بچے، بوڑھے، جوان سب کی قبریں نظر آ رہی تھیں میں نے ایک کے بعد ایک سے سوال کیے ان قبر والوں کے جواب سن کر دنیا کی بے ثباتی کا مشاہدہ کر کے ابھی اٹھا ہی تھا تو کہ ایک بار پھر میری ساعتوں سے قبر کی آواز ٹکرائی

انا بیت الظلمت فنورنی بصلاۃ اللیل میں اندھیروں کا گھر ہوں، مجھے تہجد کی نماز سے روشن کرلو۔

انا بیت التراب فاحمل الفراش وھو عمل صالح میں مٹی کا گھر ہوں، میرے اندر اعمال صالحہ کا فرش بچھالو۔

انا بیت الوحدۃ فاجعل لک مونسا قراء ۃ القرآن الکریم میں تنہائی کا گھر ہوں، تلاوت قرآن کو میرے اندر کا ساتھی بنالو۔

انا بیت الافاعی فاحمل التریاق وھو باسم اللہ میں زہریلے سانپوں کی جگہ ہوں، یہاں اللہ کے نام کا تریاق لے کر آنا۔

عذاب قبر سے حفاظت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ

Settings\Rizwan\Desktop\khwab.tif not found.

خواب: مولانا صاحب السلام علیکم!

مجھے دو خواب بہت زیادہ نظر آتے ہیں پہلا خواب تو یہ ہے کہ میں اور میرے سب بہن بھائی مل کر سفید رنگ کے انڈے کھا رہے ہوتے ہیں مطلب یہ کہ وہ انڈے اندر سے بھی سفید ہوتے ہیں اور ان میں زردی نہیں ہوتی۔ دوسرا خواب یہ ہے کہ میرے بڑے بھائی جو گھر کے کفیل بھی ہیں وہ ہمارے رشتہ داروں کو پیسے دے رہے ہوتے ہیں یہ دونوں خواب مجھے تقریباً ہر دس دن بعد نظر آتے ہیں ان کی تعبیر کیا ہے؟

(مریم احسان، فیصل آباد)

تعبیر: اللہ کی طرف سے آپ لوگوں کے رزق اور مال میں وسعت اور برکت ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے بڑے بھائی صدقہ کا اہتمام کیا کریں اور کوشش کریں کہ جس قدر بھی ہو سکے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کیا کریں۔

خواب: مجھے چند دن قبل یہ خواب آیا اور اس وقت تقریباً رات کے تین بجے کا وقت تھا میں نے دیکھا کہ میں اپنے آفس میں بیٹھی ہوں اور دفتر کا کام کر رہی ہوں اتنے میں ایک عورت اندر آ جاتی ہے اور مجھ سے کہتی ہے کہ لاؤ میرے پیسے نکالو میں جواب دیتی ہوں کہ میں نے تو تمہارے کوئی پیسے نہیں دینے وہ دوبارہ کہتی ہے مگر میں انکار کر دیتی ہوں اس پر وہ غصہ میں آ کر میرا ہاتھ پکڑ لیتی ہے اور میرا خون چوسنے کی کوشش کرتی ہے میرے شور مچانے پر ہمارے آفس کے ایک بابا جی جو کلرک بھی ہیں وہ آتے ہیں اور اس عورت سے میرا ہاتھ چھڑا دیتے ہیں پھر وہ اس عورت کو غصہ سے باہر نکال دیتے ہیں اتنا خواب دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ میرا پورا جسم کانپ

رہا تھا برائے مہربانی مجھے اس خواب کی تعبیر بتا دیں میں بہت پریشان ہوں۔

(نوشین، لاہور)

تعبیر: بہن! آپ کے اس خواب سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی سودی لین دین میں مبتلا ہیں اگر آپ نے کسی بینک وغیرہ سے قرض لیا ہوا ہے یا کوئی گاڑی قسطوں پر خریدی ہوئی ہے تو فوراً اس معاملے کو ختم کر دیں یاد رکھیں کہ سود وہ گناہ ہے جس کے ارتکاب پر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائیں۔

خواب: میں جہلم میں رہتا ہوں اور ایک پرائیویٹ فرم میں جاب کرتا ہوں میں نے پچھلے ماہ خواب میں دیکھا کہ چاروں طرف سمندر رہے اور اس میں طوفان آیا ہوا پانی کی لہریں بہت اونچی اونچی اٹھ رہی ہیں ایک لہر تو بہت زیادہ اوپر ہو جاتی ہے میں اپنے گھر کے صحن میں کھڑا ہوں بارش بھی ہو رہی یاد رہے کہ ہمارے علاقے کے قریب کوئی سمندر نہیں ہے میں اپنے بیٹے سے کہتا ہوں کہ جاؤ بھاگ کر ساتھ والے گھر سے اپنی دادی کو بلا کر لے آؤ اب تو یہ شہر ڈوب جائے گا میرا بیٹا تھوڑی دیر بعد اپنی دادی کو بلا کر لے آتا ہے وہ کہتی ہیں چلو بیٹا کسی محفوظ جگہ پر چلتے ہیں اتنی دیر میں میری آنکھ کھل گئی مولانا صاحب میری والدہ جن کو میرا بیٹا خواب میں بلا کر لاتا ہے ان کی وفات کو تقریباً پانچ سال ہو چکے ہیں میں نے جب سے یہ خواب دیکھا ہے، بہت خوفزدہ رہتا ہوں براہ کرم اس کی تعبیر بتلا دیں۔

(محمد کامران بخاری، جہلم)

تعبیر: سمندری طوفان اور اس کی بڑی بڑی لہروں سے مراد وہ فتنے ہیں جو اس وقت دنیا میں رونما ہو چکے ہیں یا عنقریب ہونے والے ہیں اس نازک وقت میں اللہ کی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔ یہی چیز ان فتنوں سے بچاؤ کا ذریعہ آپ اپنے علاقے کے کسی بزرگ سے اپنا تعلق کریں اور جب بھی وقت ملے ان کے پاس جایا کریں۔ اللہ کے نیک بندوں کی صحبت میں بیٹھنے سے بہت سے برائیوں اور فتنوں سے بچاؤ ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ عافیت میں رکھیں۔

Settings\Rizwan\Desktop\hmara.tif not found.

چکن منچورین

اجزاء:

بون لیس چکن	آدھا کلو
پیاز	ایک عدد پسی ہوئی
ٹماٹو ساس	آدھی پیالی
نمک	حسبِ ذائقہ
سفید سرکہ	دو کھانے کے چمچ
سفید مرچ	ایک چائے کا چمچہ
ادرک لہسن پیسٹ	ایک کھانے کا چمچ
چینی	ایک چائے کا چمچ
پائن ایپل کیوبز	آدھا کپ
سویا ساس	دو کھانے کے چمچ
چکن کیوبز ملا میدہ	ایک کھانے کا چمچ
تیل	دو کھانے کے چمچ

ترکیب: چکن میں نمک، چینی، سرکہ، سویا ساس اور ایک چمچ کارن فلور ملا کر ایک گھنٹے کے لیے رکھ دیں اور سٹر فرائی کر لیں۔ اب ایک پین میں تیل گرم کر کے ادرک لہسن کا پیسٹ اور پیاز ڈال کر ہلکا سا بھون لیں۔ پھر ٹماٹو ساس، سفید مرچ اور پاین ایپل جوس ڈال کر ساس بنالیں۔ اب چکن ڈال کر تھوڑا سا بھون لیں اور پائن ایپل کیوبز اور کارن فلور پانی میں گھول کر ڈال دیں، ساتھ ہی میدہ ڈال کر اچھی طرح مکس کر لیں۔ لیجیے مزے دار چکن منچورین تیار ہے!!!

پوتے اور پوتیاں سب برابر ہوتے ہیں مگر ہمیں لگتا تھا کہ صرف کمال بھائی دادی کے سگے پوتے ہیں اور ہم سوتیلے، دنیا کی تمام نعمتیں کمال بھائی کے لیے موجود ہوتیں اور زمانے بھر کی لغزشیں صرف ہمارے نصیب میں۔ کمال بھائی کو پیار سے ''کمو'' کہا جاتا اور ہمیں خیر سے ''نکمو'' کے لقب سے یاد کیا جاتا۔

دادی جان کے اس رویے اور تعصب پر ہم نے بہت غور کیا غور کرتے کرتے ہمارا دماغ چکرا گیا مگر یہ بات ہماری سمجھ میں نہ آئی کہ ان کو کمال بھائی سے اس قدر محبت اور ہم سے اس قدر خفگی کیوں ہے؟ ہمارے پیدا ہونے سے پہلے ہی دادا جان کا انتقال ہو گیا تھا لہٰذا یہ الزام تو ہمارے سر نہیں آ سکتا پھر آخر دادی جان کو ہم سے شکایت کیا ہے جو کمال بھائی سے نہیں ہے؟

خوب غور کرنے کے بعد یہ ترکیب ہماری سمجھ میں آئی کہ ہمیں دادی جان کے کام بڑھ چڑھ کر کرنے چاہئیں۔ بزرگوں سے سنتے آ رہے تھے کہ 'خدمت میں عظمت ہے' ایک دن دادی جان نماز پڑھنے کے لیے جیسے ہی اٹھیں ہم نے تیزی سے دوڑ کر وضو کا لوٹا اٹھا لیا کہ وضو کے لیے گرم پانی بھر کر لا دیں مگر یہ کیا! ہم ابھی لوٹا لے کر چلے ہی تھے کہ وہ اس بری طرح چیخیں کہ سارا گھر ہل کر رہ گیا ''ارے لڑکے! اے نکمو! دیکھو تو میرا وضو کا لوٹا تک لے اڑا۔ واہ بھئی واہ آنکھ بچی اور مال پرایا ارے وہ تو خیر ہوئی کہ میں نے دیکھ لیا نہیں تو گیا تھا آج میرے وضو کا لوٹا بھی پڑا ہوتا کسی گندی جگہ پر یا کسی گری چھوہارے والے کو دے دیا ہوتا۔''

ہم نے بوکھلا کر کہا ''ارے دادی جان! میں تو آپ کے وضو کے لیے گرم پانی لینے جا رہا تھا۔''

دادی جان نے غصے میں ایک جھٹکے سے لوٹا چھینتے ہوئے کہا

''اچھا تو ایسے فرماں بردار ہو گئے کہ وضو کا گرم پانی لا رہے تھے۔ تمہارے ہاتھ توڑ دوں گی اگر کبھی

میرے لوٹے کو ہاتھ بھی لگایا۔''

دادی جان کے اس سلوک نے ہمارا دل توڑ کر رکھ دیا جی چاہا کہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیں مگر پھر خیال آیا کہ لوہے کو موم بنانا آسان کام تو نہیں ابھی تو اس قسم کی بہت سی باتیں ہمیں سننا پڑیں گی۔

اپنے دل کو سمجھا بجھا کر پھر دوڑے ان کے لیے جائے نماز بچھانے کے لیے کہ اب خوش ہو جائیں گی کہ جسے وہ نگوڑا اور نکمو کہتی ہیں آخر وہی ان کے کام آ رہا ہے مگر یہ کیا؟ جائے نماز اٹھا کر ابھی ہم نماز کی چوکی تک بھی نہ پہنچے تھے کہ ان کی کڑکتی ہوئی آواز ابھری

''ہائے میری جائے نماز......ارے میں کہتی ہوں لڑکے! تیرا آخر کیا مطلب ہے کیوں میری جان کا دشمن ہو رہا ہے بھلا کوئی پوچھے میری چیزوں سے اس کا کیا کام آ پڑا ہے کہ اڑائے لیے جا رہا ہے۔ ہزار دفعہ منع کیا ہے کہ تو میرے کمرے میں نہ آیا کر مگر میں ذرا سی ہٹی اور نگوڑے نے اپنی کارستانی شروع کر دی'' اس طرح چیختی چلاتیں جب وہ قریب آ گئیں تو ہم نے روہانسے انداز میں کہا ''دادی اماں میں تو آپ کی جائے نماز چوکی پر بچھانے کے لیے جا رہا تھا۔''

دادی جان چڑ کر بولیں ''ہاں ہاں اور کیا! کان کھول کر سن اے لڑکے! ٹانگیں توڑ کر چولھے پر چڑھا دوں گی جو آئندہ میری کسی چیز کو چھوا اور ہاں اب یہ بھی سچ سچ بتا دو کہ میری دھوپ والی عینک کہاں چھپائی ہے؟''

☆☆☆

ایک دن ہم گئے باورچی خانے میں نمک مرچ کی چوری کرنے کہ کل سکول میں املی پر لگا کر مزے مزے لے کر کھائیں گے اسی وقت دادی جان کو باورچی خانے میں آتا دیکھ کر ہم ایک طرف چپکے سے چھپ گئے۔

دادی جان دبے پاؤں باورچی خانے میں داخل ہوئیں اور دودھ کا برتن کھول کر ایک پلیٹ میں ساری بالائی اتار لی اور اس پر جلدی جلدی چینی ڈال کر اسی طرح دبے پاؤں باہر نکل

گئیں۔ ہم حیران رہ گئے کہ یا اللہ! ہم نے یہ کیا دیکھا ہے؟ دادی جان جیسی نمازی پرہیزگار اور گھر بھر کی بزرگ، بالائی چور ہیں!؟؟ جی میں آیا کہ ابھی گھر بھر کے سامنے ان کا بھانڈا پھوڑ دیں اور ان سے زندگی بھر کا بدلہ لے ڈالیں۔ پھر خیال آیا کہ دیکھیں تو سہی کہ آخر دادی جان کرتی کیا ہیں؟ دبے پاؤں ہم ان کے کمرے کی طرف گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دادی جان کمال بھائی کو اپنے ہاتھوں سے بالائی کھلا رہی ہیں اور وہ بڑے مزے سے بالائی چٹ کر رہے ہیں۔ اچانک ہمیں بدقسمتی سے ایک زوردار چھینک آ گئی۔

دادی جان چونکیں اور پلٹ کر دیکھا ہمیں اپنے کمرے کے دروازے سے جھانکتے دیکھ کر انھوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا فوراً بالائی کی پلیٹ پر دوسری پلیٹ رکھتے ہوئے چیخیں

''کیوں آیا؟ کیوں آیا تو میرے کمرے میں'' تجھے منع کیا تھا ناں میں نے۔ ارے نگوڑے، چور اب عینک کے بعد کیا اور کچھ لے اڑانے کا ارادہ ہے؟''

عینک کا سن کر کمال بھائی چونکتے ہوئے بولے ''دادی اماں! آپ کی عینک مجھے کبوتروں کے ڈربے پر سے ملی تھی اسے میں نے آپ کے بستر کے نیچے رکھ دیا تھا۔''

''دادی اماں اب تو آپ کو یقین آ گیا کہ آپ کی عینک میں نے نہیں چرائی تھی۔'' ہم نے موقعہ غنیمت جان کر فوراً کہا

''ارے ہٹ کم بخت سب جانتی ہوں میں۔ یہ تو نے ہی کبوتروں کے ڈربے پر رکھی ہوگی۔''

دراصل وہ خود ہی رکھ کر بھول گئی تھیں مگر ماننے کو تیار نہیں تھیں، ایک ہماری شرافت کو دیکھیں کہ ہم نے ان کی بالائی چوری کی بات کسی کو نہیں بتائی اور خاموش رہے اس طرح چند دن گذرے آخر ایک دن اسکول سے جو آئے تو معلوم ہوا کہ دادی جان کو بہت تیز بخار ہو گیا ہے۔

ہم نے سوچا کہ جا کر مزاج پرسی کر آئیں مگر پھر خیال آیا کہ ہم کو دیکھ کر ان کا بخار بڑھ جائے گا اللہ نہ کرے کچھ ایسا ویسا ہو گیا تو ہمیں ہی قصوروار ٹھہرایا جائے گا۔

دوسرے دن ان کی حالت اور زیادہ خراب ہوگئی تو ہم سے نہ رہا گیا اور ایک سچے

مسلمان کی طرح خدمت کے لیے ان کے کمرے میں پہنچ گئے باجی اسکول سے نہیں آئی تھیں امی جان باورچی خانے میں تھیں اور دادی جان تخت پر لیٹی ہائے ہائے کر رہی تھیں اور پانی مانگ رہی تھیں ہم نے جلدی سے گلاس بھر کر اپنے ہاتھوں سے انہیں پانی پلایا۔ پانی پی کر بولیں ''جیتا رہے میرا چاند! کمال! کھانا بھی کھایا ہے تو نے یا نہیں؟'' یہ کہہ کر آنکھیں جو کھولیں تو سامنے ہمیں پایا۔ کہنے لگیں ''اچھا تو تم ہو۔''

ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ خیریت گزری۔ اس کے بعد ہم ان کے پاس سے بالکل نہیں ہٹے دوا کے وقت دوا دیتے رہے ہاتھ پکڑ کر باتھ روم لے جاتے رہے اپنے ہاتھوں سے دوا اور خوراک کھلاتے رہے اور ان کے ہاتھ پاؤں کو دباتے رہے کمال بھائی تو ادھر کا رخ ہی نہیں کر رہے تھے دادی جان کو جب بھی ہوش آتا وہ ہمیں ہی اپنی خدمت میں مصروف پاتیں اب وہ ہمارے سر پر ہاتھ بھی پھیرنے لگی تھیں ڈھیروں دعائیں بھی دیتیں۔

آخر اللہ میاں نے ان کو صحت یاب کر دیا ان کی صحت یابی کی خوشی میں آج گھر میں تقریب تھی۔ دادی جان پھولوں کے ہاروں میں لدی پھندی تھیں جیسے ہی ہم نظر آئے پاس بلا کر گلے میں پڑے سارے ہار ہمارے گلے میں ڈال دیے اور پیار سے ہماری بلائیں لیتے ہوئے ابو جان سے بولیں

''کھوٹا پیسا اور نکما بیٹا مشکل وقت میں کام آتا ہے، دیکھا میرا نکمو کیسا پیارا کمّو نکلا!!!''

﴿دعائے صحت کی اپیل﴾

ہمارے مربی اور مرشد حضرت شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم ان دنوں شدید علیل ہیں تمام بہنوں اور بھائیوں سے درخواست ہے کہ حضرت والا کی صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں۔

ایک مسافر راستہ بھول گیا اور بھٹک کر جنگل میں چلا گیا چلتے چلتے اسے شدید پیاس لگی اس نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک جھونپڑی نظر آئی وہ اس کے نزدیک گیا تو دیکھا کہ اس میں ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ اس نے کہا ''میں ایک مسافر ہوں اور رستہ بھول کر ادھر آنکلا ہوں مجھے سخت پیاس لگی ہوئی ہے مجھے پانی پلا دیں۔'' عورت کہنے لگی ''مہمان تو اللہ کی رحمت ہوتا ہے۔'' پھر وہ پانی لے آئی اور مسافر کو دے دیا اتنی دیر میں عورت کا شوہر آ گیا اور اسے ڈانٹنے لگا پھر مسافر سے کہا ''تو کون ہے؟'' عورت بولی ''یہ مسافر ہے'' وہ کہنے لگا ''یہ ادھر کیا کر رہا ہے؟ اس کا ادھر کیا کام؟ چل اور جا کر اپنا رستہ پکڑ''

مسافر وہاں سے چل دیا کچھ دور جا کر اسے ایک جھونپڑی نظر آئی وہ اس کے پاس گیا تو اس میں بھی ایک عورت نظر آئی مسافر نے کہا ''بی بی! میں مسافر ہوں بہت سخت پیاس لگی ہے اگر ایک گلاس پانی پلا دو تو مہربانی ہوگی'' عورت نے یہ سنا تو غصہ میں آ گئی اور کہنے لگی ''اگر تو مسافر ہے تو ادھر کیا لینے آیا ہے؟ چل جا کے اپنا رستہ ڈھونڈھ، ادھر کچھ نہیں کھانے پینے کو۔'' اتنے میں اس عورت کا شوہر آ گیا اس نے مسافر کو اندر بٹھایا، بکری ذبح کی اور اس کے کھانے پینے کا خوب انتظام کروایا۔

مسافر یہ ماجرا دیکھ کر بہت حیران ہوا اور آدمی سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ پیچھے میں ایک جھونپڑی میں گیا تو عورت نیک بخت تھی اور شوہر سخت تھا لیکن یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ وہ شخص اس کی بات سن کر مسکرایا اور کہنے لگا ''وہ عورت اور میں دونوں بہن بھائی جبکہ وہ مرد اور یہ عورت دونوں بہن بھائی ہیں۔''

نیچے دیے گئے اعداد کے گروپس میں ایک خاص ترتیب ہے، ان کو غور سے دیکھیے۔

1x8+1=9

12x8+2=98

123x8+3=987

1234x8+4=9876

12345x8+5=98765

123456x8+6=987654

1234567x8+7=9876543

12345678x8+8=98765432

123456789x8+9=987654321

کہیے کیسا رہا؟ حیران رہ گئے ناں! اب اس گروپ کو دیکھیے

1x9+2=11

12x9+3=111

123x9+4=1111

1234x9+5=11111

12345x9+6=111111

123456x9+7=1111111

1234567x9+8=11111111

12345678x9+9=111111111

123456789x9+10=1111111111

ٹھہریے ٹھہریے! اتنی داد نہ دیجیے، ذرا اس گروپ کو بھی دیکھ لیجیے

9x9+7=88

98x9+6=888

987x9+5=8888

9876x9+4=88888

98765x9+3=888888

987654x9+2=8888888

9876543x9+1=88888888

98765432x9+0=888888888

جناب! کیلکولیٹر چھوڑیے، ہم نے اچھی طرح چیک کر کے ہی لکھا ہے، اب آخری گروپ کو دیکھیے

1x1=1

11x11=121

111x111=12321

1111x1111=1234321

11111x11111=123454321

111111x111111=12345654321

1111111x1111111=1234567654321

11111111x11111111=123456787654321

111111111x111111111=12345678987654321

ایک امیدوار کا انٹرویو ہورہا تھا اسے یقین تھا کہ وہ یہ ملازمت ضرور حاصل کرلے گا۔
انٹرویو کے آخر میں انٹرویو لینے والے نے اس صاحب سے پوچھا کہ یہ بتائیں کہ گا پو جی گا پو جی گم گم'' کا کیا مطلب ہے؟
امیدوار نے پہلے تو بہت سوچا پھر مایوسی سے بولا :''اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے نوکری نہیں مل سکتی۔''

(حافظ مجتبیٰ، لیہ)

خاوند غصے سے : یہ تم کیا ہر چیز کو میری، میری کہہ کر بات کرتی ہو، کبھی میرا گھر کبھی میری کار کبھی میری الماری کبھی میرے برتن کبھی میری زندگی ______ کبھی ''ہمارا'' بھی کہا کرو۔ کتنا اچھا لگتا ہے ہمارا گھر، ہماری کار، ہماری زندگی وغیرہ وغیرہ
اور یہ تم الماری میں کیا ڈھونڈ رہی ہو؟
بیگم: ہمارا دوپٹہ

(صائمہ حفیظ، گوجرانوالہ)

ایک لڑکے نے لڑکی سے کہا
اگر تم ایک لفظ کہہ دو تو میں دنیا کا ایک نہایت خوش نصیب آدمی بن جاؤں گا
لڑکی: ہاں! پوچھو، کیا بات ہے؟
لڑکا: کیا تم مجھ سے شادی کروگی؟
نہیں ____ لڑکی نے جواب دیا
شکریہ! یہی وہ ''لفظ'' تھا۔ لڑکے نے منہ بنا کر کہا (اسماء بنت فیض اللہ)

ایک فقیر، رکشے والے سے کیا تم داتا دربار جاؤ گے؟
رکشے والا: جی ہاں!
تو یہ لو شاپر! واپسی پر میرے لیے چاول لیتے آنا۔ (شہباز خان، لاہور)

بوڑھے ارب پتی کی نوجوان بیوی سے پوچھا گیا کہ تم نے ان میں کیا دیکھا تھا؟
اس نے جواب دیا نمبر 1: اِن کم (income) اور نمبر 2: دن کم

(تہمینہ فیصل، ڈی جی خان)

باس : (ملازم سے غصہ کرتے ہوئے) کبھی اُلو کی شکل دیکھی ہے؟
ملازم: (سر جھکا کر) نہیں باس!
باس: نیچے کیا دیکھ رہے ہو؟ ادھر میری طرف دیکھو!

(اسداللہ شیرازی، شجاع آباد)

ایک غیر مسلم ٹیچر نے کلاس میں بچوں سے پوچھا
یہ میز سب کو نظر آرہی ہے نا؟
سب نے کہا؛ جی ہاں
ٹیچر نے پھر سوال کیا؛ خدا نظر آرہا ہے؟
بچوں نے کہا کہ؛ نہیں
ٹیچر نے کہا اگر ہوتا تو نظر آتا
ایک مسلمان بچہ کھڑا ہوا اور سب بچوں سے بولا: تمہیں ٹیچر کی عقل نظر آرہی ہے؟
بچے بولے: نہیں
وہ بچہ ہنس کر بولا: اگر ہوتی تو نظر آتی

(شازیہ بشیر، کوٹ لکھپت)

Settings\Rizwan\Desktop\16.tif not found.

اب جی رہا ہوں گردش دوراں کے ساتھ
یہ ناگوار فرض ادا کررہا ہوں میں
(تسنیم،لاڑکانہ)

اس دن سے میری ماں نہیں سوئی تابش
میں نے اک بار کہا تھا مجھے ڈر لگتا ہے
(نسرین،میانوالی)

گستاخ ہواؤں کی شکایت نہ کیا کر
اڑ جائے دوپٹہ تو دھنک اوڑھ لیا کر
(عمارہ خان،مردان)

خدا کرے کہ میری ارضِ پاک پہ اترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
(مینا،فیصل آباد)

تہذیب کا یہ کتنا ''مہذب'' اصول ہے
پردے میں چاہے کچھ ہو مگر برملا نہ ہو
(ارسلان شکیل،اسلام آباد)

تاثیر ہی الٹ ہے اخلاص کے امرت کی
ہم جس کو بھی پلاتے ہیں وہی زہر اگلتا ہے
(محمد اختر،نارووال)

میرے صبر پہ یہ اجر کیا، میری دوپہر پہ یہ ابر کیوں
مجھے اوڑھنے دے اذیتیں، میری عادتیں نہ خراب کر
(محمد فیروز،سکھر)

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے
(الٰہی بخش،حیدرآباد)

یہ سچ ہے زندہ ہوں تیرے بغیر لیکن
سزائے موت کے مایوس قیدیوں کی طرح
(کنول،علی پور)

ہم اپنے لہو سے سینچتے ہیں کشت سحر
ہم مانگے ہوئے سورج سے سویرا نہیں کرتے
(عابدہ،راولپنڈی)

دو ہی باذوق ہیں جہاں میں عدم
میں ہوا یا میرا رقیب ہوا
(محمد عبداللہ،دینہ)

خودکشی بزدلوں کا شیوہ ہے کرامت
جی رہا ہوں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر
(میاں الیاس،کاموکی)

ہر ابتداء سے پہلے ہر انتہاء کے بعد
ذاتِ نبی بلند ہے ذاتِ خدا کے بعد
ہیں دنیا میں احترام کے قابل جتنے لوگ
میں سبھی کو مانتا ہوں پر مصطفیٰ ﷺ کے بعد
(اہلیہ حافظ محمد آفتاب،سیالکوٹ)

اک یہ جہاں ، اک وہ جہاں
ان دو جہاں کے درمیاں
اک سلسلہ ہے سانس کا
جو چل رہا تو یہ جہاں
جو رک گیا تو وہ جہاں

یہ محلوں یہ تختوں یہ تاجوں کی دنیا
یہ انسان کے دشمن سماجوں کی دنیا
یہ دولت کے بھوکے رواجوں کی دنیا
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے
ہر اک جسم گھائل ہر اک روح پیاسی
نگاہوں میں الجھن دلوں میں اداسی
یہ دنیا ہے یا عالمِ بد حواسی
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے
یہاں اک کھلونا ہے انساں کی ہستی
یہ بستی ہے مردہ پرستوں کی بستی
یہاں پر تو جیون سے ہے موت سستی

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے
یہ دنیا، جہاں آدمی کچھ نہیں ہے
وفا کچھ نہیں ، دوستی کچھ نہیں ہے
جہاں پیار کی قدر ہی کچھ نہیں ہے
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے
جلا دو اسے پھونک ڈالو یہ دنیا
میرے سامنے سے ہٹا لو یہ دنیا
تمہاری ہے تم ہی سنبھالو یہ دنیا
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے

(امِ محمد،لیہ)

جناب مدیر اعلیٰ صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی! ماہنامہ بنات اھلسنت کا دوسرا شمارا ملا پہلا شمارہ بھی خوب تھا مگر دوسرا خوب تر ہے۔حسن و جمال میں بھی کمال ہے اور مضامین کے معیار اور انتخاب میں بھی بے مثال ہے۔سب گھر والوں نے پڑھا مغرب کی نماز کے بعد اجتماعی ترغیب دی گئی کہ اس رسالہ کو گھروں میں پڑھا جائے۔ہم سوال و جواب کے انعام میں ادارہ کو کتب بھی ضرور دیں گے ان شاء اللہ۔

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ

جواب: آپ کے محبت نامے کا شکریہ۔ ماہنامہ بنات اہلسنت پر آپ کا اظہار خیال پڑھ کر خوشی سے دل باغ باغ ہوگیا۔اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہے اور آپ جیسے حضرات کی دعاؤں کا ثمرہ ہے اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔کوئز مقابلہ میں بطور انعام دی جانے والی کتب کی فہرست میں آپ کی تالیفات کو شامل کرلیا گیا ہے۔

جناب مدیر صاحب! السلام علیکم

چند دن قبل میں اپنے دوست کے ہاں بغرض ملاقات گیا تو میری تمام تر توجہ میز کی زینت بنے آپ کے ماہنامہ بنات اہلسنت کی پر مرکوز ہوگئی پھر ملاقات کا موضوع سخن آپ کا ماہنامہ ہی بنا رہا۔گھر واپسی پر میں اس وعدہ پر اسے اپنے ساتھ لے آیا کہ جونہی مکمل ہوا اسی وقت واپس کردوں گا۔ پڑھا، پھر پڑھا، بار بار پڑھا لیکن جی نہیں بھرا۔ میں ایک بات آپ کی خدمت

میں کرنا چاہتا ہوں

خدارا رسالے کو اس ڈگر پر مت لائیے گا کہ لوگوں کو کہنے کا موقعہ ملے کہ ''اس کے قارئین تو ایک مخصوص طبقہ تک محدود ہیں۔'' ماہنامہ بنات اہلسنت کا پہلا شمارہ کہاں سے مل سکتا ہے؟

محمد نعیم، DHA لاہور

جواب: ماہنامہ بنات اہلسنت کو پسند کرنے پر آپ کا شکریہ۔دعا کرتے رہیں کہ یہ رسالہ اہل ذوق کی علمی پیاس بجھاتا رہے، سابقہ شماروں کے لیے ہمارے سرکولیشن منیجر سے رابطہ کریں۔ پتہ یہ ہے: سرکولیشن منیجر ماہنامہ بنات اہلسنت، متصل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری، قینچی امرسدھو، لاہور

☆☆☆

مسافرانِ آخرت

مولانا شمس الحق رحمۃ اللہ علیہ 13 فروری 2010ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم نے ایک طویل عرصے تک قرآن وسنت کی اشاعت کی خدمات سرانجام دیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن خوبیوں سے نوازا تھا ان کے حامل لوگ خال خال ہی ملتے ہیں۔آپ نہایت بلند اخلاق اور عمدہ اوصاف کے مالک تھے، تا مرگ یومیہ وظائف اور معمولات ترک نہ فرمائے تھے۔اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر جزائے خیر عطا فرمائیں اور آپ کی مرقد کو منور فرمائیں۔ادارہ ماہنامہ بنات اہلسنت آپ کے تمام ورثاء، تلامذہ، طالبات اور متعلقین خصوصاً آپ کے بھائی مولانا سراج الحق استاذ الحدیث دار العلوم کبیر والا سے دلی تعزیت کرتا ہے۔قارئین وقاریات سے مرحوم کے لیے ایصال ثواب اور دعاؤں کی درخواست ہے۔